www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

جَوِّدُوا الْقُرْاٰنَ وَزَیِّنُوْہُ بِاَحْسَنِ الْاَصْوَاتِ

قرآن کو سنوار کر اور اچھی آواز سے پڑھو (الحدیث) (الشعر کبیر عن ابن مسعود موقوفا)

تاریخ علم تجوید

جو تقریباً ۱۵۰ھ سے شروع ہوتی ہے

مرتبہ

ابو عبد القادر محمد طاہر رحیمی۔ خادم قرآن مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اس مختصر رسالہ میں علم تجوید و اوقاف کی ضرورت و اہمیت فن تجوید کی تدوین اس کے اہم فوائد و منافع، روایت حفص کی پوری سند، تجوید کے وجوب کے دلائل قرآن و حدیث اجماع و قیاس و اقوال سے، منکرین تجوید کے چند شبہات اور ان کے جوابات تجوید و قراءت سے متعلق چند فقہی مسائل وغیرہ وغیرہ ان تمام چیزوں پر نہایت عمدہ طریق سے روشنی ڈالی گئی ہے

ملنے کے پتے

مدرسہ قاسم العلوم ملتان ○ مسجد سراج الحسین آگاہی ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

جَوِّدُوا الْقُرْاٰنَ وَزَيِّنُوْهُ بِأَحْسَنِ الْأَصْوَاتِ (الحدیث)

قرآن کو سنوار کر اور اچھی آواز سے پڑھو (للشمر کبیر عن ابن مسعود موقوفاً)

تاریخ علم تجوید

جو تقریباً ۱۵ھ سے شروع ہوتی ہے

مرتبہ

ابو عبد القادر محمد طاہر رحیمی - خادم قرآن مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اس مختصر رسالہ میں علم تجوید و اوقاف کی ضرورت و اہمیت فنِ تجوید کی تدوین اس کے اہم فوائد و منافع، روایت حفص کی پوری سند، تجوید کے وجوب کے دلائل قرآن و حدیث اجماع و قیاس و اقوال سے، منکرینِ تجوید کے چند شبہات اور ان کے جوابات تجوید و قراءت سے متعلق چند فقہی مسائل وغیرہ وغیرہ ان تمام چیزوں پر نہایت عمدہ طریق سے روشنی ڈالی گئی ہے

ملنے کے پتے

مدرسہ قاسم العلوم ملتان ○ مسجد سراجاں حسین آگاہی ملتان

قیمت واجبی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

۱۔ تمہید ۳
۲۔ تجوید و تصحیح کے بارے میں لوگوں کی تین قسمیں ۳
۳۔ تجوید کے خلاف پڑھنا لحن و خطا ہے ۵
۴۔ تجوید، قرآن کی زینت ہے ۶
۵۔ صحیح و عمدہ تلاوت میں بلا کی تاثیر ہے ۷
۶۔ وقف کی ضرورت و اہمیت
۷۔ علم تجوید کی تعریف ۸
۸۔ علم تجوید کا موضوع
۹۔ علم تجوید کی غرض ۹
۱۰۔ علم تجوید کے سات بڑے بڑے فوائد ۹-۱۰
۱۱۔ علم تجوید کا شرعی حکم ۱۱
۱۲ علم تجوید کے ارکان چار ہیں۔ ۱۲
۱۳ علم تجوید کی تدوین کی مختصر تاریخ و سرگذشت ۱۳-۱۸
۱۴۔ پانی پت میں آغاز تجوید و شیوخ تجوید ۱۹
۱۵۔ قاری علیم اللہ عرف قاری لالہ پانی پتی کا ایک عجیب و غریب قصہ ۲۰-۲۱
۱۶۔ روایت حفص کی پوری سند مجھ سے لیکر حضرت حق جل مجدہٗ تک۔ ۲۲
۱۷۔ علم تجوید قرآن و حدیث، اجماع و قیاس اور اقوال ائمہ کی روشنی میں ۲۳
۱۸۔ چھ آیات ۲۳-۲۴
۱۹۔ بارہ احادیث۔ ۲۵
۲۰۔ اجماع امت۔ ۲۸
۲۱۔ قیاس
۲۲ اقوال ائمہ و علماء
۲۳ منکرین تجوید کے چند شبہات اور ان کے جوابات۔ ۳۱
۲۴۔ تتمہ ۱۔ ان فقہی مسائل میں جو تجوید و قرآت سے متعلق ہیں ۳۹
۲۵ تتمہ ۲۔ جمع قرآن و تشکیل قرآت کی مختصر تاریخ ۴۳

1693

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد:- امت کے لئے جس طرح قرآن مجید کے معنی کا سیکھنا، سمجھنا، اور اس کے احکام وحدود پر عمل کرنا ایک عبادت و فریضہ ہے۔ اسی طرح اس پر قرآن کے الفاظ کا صحیح طور سے پڑھنا اور اس کے حروف کا منقول ثابت طریق کے موافق ادا کرنا بھی لازم و فرض ہے۔ اور یہ طریقہ وہ ہے جسے "تجوید و تصحیح" اور "ترتیل" سے موسوم کرتے ہیں پس قرآن مجید کے حروف کا اس حد تک صحیح پڑھنا۔ کہ اس سے حروف میں گھٹاؤ بڑھاؤ تبدیلی اور اعراب کی غلطی پیدا نہ ہو۔ اور قرآن کے معانی نہ بگڑیں۔ ہر مسلمان پر فرض عین ہے اور یہ درجہ مخارج اور صفات لازمہ کی رعایت سے حاصل ہوتا ہے (اور مخرج کے معنی ہیں حرف کے نکلنے کی جگہ جیسے حا اور عین میں حلق کا درمیانی حصہ، اور با اور میم میں دونوں ہونٹ اور صفت لازمہ وہ انداز و کیفیت ہے جس سے حرف ادا ہو اور اس کے ادا نہ ہونے سے حرف بگڑ جائے جیسے قاف، طا، صاد، ظا کی پری اور صاد، سین، زا کی تیز آواز) اس کے خلاف پڑھنے والا ہر شخص گنہگار ہے۔ کیونکہ اس سے معنی کی تبدیلی یا بے معنویت لازم آتی ہے۔ مثلاً "لَا یَعْلَمُوْنَ" کے معنی ہیں "وہ نہیں جانتے" لَیَعْلَمُوْنَ کے معنی ہیں "البتہ وہ جانتے ہیں" اور "یُوْقِنُوْنَ" کے معنی ہیں "وہ یقین رکھتے ہیں" اور "یُقْنُوْنَ" بے معنی ہے۔ اور "فَعَلَ" کے معنی ہیں "اس ایک مرد نے کیا" اور "فَعَلَا" کے معنی ہیں "ان دو مردوں نے کیا" اور "وَانْحَرْ" کے معنی ہیں "آپ ذبح کیجئے" اور "وَانْهَرْ" کے معنی ہیں "آپ ڈانٹئے" اور "صَیْف" کے معنی گرمی کے اور "سَیْف" کے معنی تلوار کے ہیں اور "قَلْب" دل کے اور "کَلْب" کتے کے معنی ہیں ہے پس اگر ان میں سے ایک کو دوسرے کی جگہ پڑھ دیا۔ تو ظاہر ہے کہ مقصودی معنی میں تبدیلی یا بے معنویت لازم آجائے گی جو قطعاً حرام و ناجائز اور بلا شبہ گناہ کبیرہ ہے اور بعض دفعہ ایسی غلطی سے نماز بھی جاتی رہتی ہے اور اس درجہ سے زائد تصحیح و تحسین جو اخفاء و اظہار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی باریکی، غنہ، مد، ادغام، واقلاب اور تسہیل و ابدال اور وقف وابتدا کے قواعد واحکام اور مسائل واصول کی پابندی وغیرہ سے حاصل ہوتی ہے یہ محض فرض کفایہ اور مسنون ومحمود ہے نہ کہ فرض عین۔ اور اس درجہ کے خلاف کرنا صرف مکروہ وناپسندیدہ ہے نہ کہ حرام بھی۔ اور گو اس سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ لیکن سزا اور وعید وگرفت کا اندیشہ اس میں بھی ہے۔

تجوید وتصحیح کے بارہ میں لوگوں کی تین قسمیں

اوّل: وہ جو انتہائی احسن طریق سے اس پر عمل پیرا ہو کر اجر وثواب سے مالا مال ہو رہے ہیں۔ دوم: وہ جو قدرت کے باوجود تجوید کو ترک کرکے گناہ وبدعملی میں مبتلا اور قصور وار ہیں۔ سوم: وہ جو معذور اور عاجز ہیں، اور دن کی ساعتوں اور رات کی گھڑیوں میں مسلسل ریاضت ومجاہدہ اور پیہم محنت وکوشش کے بعد بھی کسی ماہر کامل شیخ الفن کے ارشاد وفیصلہ کے موافق صحیح ادا پر قادر نہ ہو سکیں۔ ایسے لوگوں پر ذرا بھی طعن وملامت اور الزام وعذاب نہیں۔ لیکن جو شخص کلام اللہ کے صحیح وعربی اور فصیح تلفظ واداء کے موافق درست اور عمدہ طریق پر ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہے اور اس کے باوجود وہ اپنی بے نیازی وخود مختاری، مطلق العنانی وخود غرضی اور اپنے حفظ وضبط یا فضل وکمال پر اعتماد کرتے ہوئے اور (ایسے) عالم کی طرف رجوع کرنے سے استکبار واستنکاف (تکبر وغرور اور حیا وشرم) کرتے ہوئے جو اسے قرآن کے صحیح تلفظ سے واقفیت بخشے) اس تلفظ کی طرف عدول وانتقال کرتا ہے جو فاسد وغلط اور عجمی وعامی اور قبیح ولحن اور بدنما ہے ایسا شخص بلاشبہ کوتاہ وقصور وار، گنہگار، اور کتاب اللہ کے متعلق بددیانت وجعل ساز اور خائن ہے (نشر کبیر ج ۱) اس کے برخلاف جو حضرات ایسے ہیں۔ کہ ان کی زبان تصحیح کے بارہ میں ان کی مطاوعت وموافقت نہیں کرتی یا وہ کسی ایسے عالم تجوید کو میسر نہیں پاتے جس کا بیان وقول انہیں درست لحن اور سیدھی بات کی طرف ہدایت

www.KitaboSunnat.com

کر دے اس قسم کے حضرات شرعی حکم کے موافق معذور معذور و عاجز تصور کیے جائیں گے۔ نہ تو ان کی نمازوں پر فساد کا حکم لگایا جائے گا اور نہ وہ خود گنہگار و قصوروار متصور ہوں گے کیونکہ حق تعالیٰ کسی نفس کو اس کی وسعت و طاقت اور مقدور سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے یہی وجہ ہے کہ ہماری معلومات کی رو سے سبھی حضرات کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قاری یا مجود کی نماز اُمّی کے پیچھے صحیح نہیں ہے اور اُمی وہ ہے جو قراءت کو عمدہ اور صحیح طریق پر نہ پڑھے۔ اور جو شخص ایک حرف کے بجائے دوسرا حرف پڑھ دے عام ہے کہ وہ دونوں حروف ہم مخرج ہوں یا قریب المخرج ہوں اس کی نماز صحیح ترین قول کی رو سے فاسد ہو جائے گی جیسے اَلْحَمْدُ کی جگہ اَلْحَمْدُ ۔ اَلَّذِیْنَ کی جگہ اَلَّتِیْنَ ۔ اَلْمَغْضُوْبِ کی جگہ اَلْمَخْضُوْبِ یا اَلْمَغْظُوْبِ ۔

تجوید کے خلاف پڑھنا لحن و خطا ہے

چونکہ قرآن کے الفاظ کا صحیح پڑھنا لازم ہے اس بنا پر علماء نے تجوید کے خلاف قرآن پڑھنے کو لحن اور اس طرح پڑھنے والے کو گنہگار شمار کیا ہے۔ پھر لحن کی دو قسمیں ہیں: جلی یہ وہ ظاہر و فاحش اور واضح و عیاں خلل ہے جس کا احساس و ادراک قراءت کے علماء اور ان کے علاوہ دوسرے حضرات سب کر سکیں۔ جیسے حرف کی تبدیلی گھٹاؤ، بڑھاؤ، حرکات و سکنات کی غلطی خفی یہ وہ خلل ہے جسے قراءت کے علماء اور ادا کے ائمہ ہی معلوم کر سکیں جیسے پُر راآت کی باریکی، یا اخفا اقلاب غنہ مد وغیرہ کا ترک، یا پوری حرکت پر وقف، یا راآت کا حقیقی تکرار یا آواز کا کپکپانا، پس دونوں ہی قسم کی غلطی سے پرہیز کرنا از حد ضروری ہے چنانچہ شیخ ابو عبداللہ نصر بن علی شیرازی رح اپنی کتاب الموضح فی القراآت کی تجوید کی فصل میں فرماتے ہیں کہ قراءت میں ادا کی عمدگی کا خیال رکھنا فرض ہے اور ہر قاری پر لازم و واجب ہے کہ قرآن کی تلاوت اسی طرح کرے جس طرح تلاوت کا حق ہے تاکہ قرآن لحن و تبدیلی سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محفوظ و مصئون رہے" اور صحیح قول یہ ہے کہ قرآن مجید کو تجوید و تصحیح سے پڑھنا ہر اُس شخص پر واجب ولازم ہے جو قرآن کے کسی بھی حصہ کی تلاوت کرے نماز میں پڑھے خواہ اس سے باہر نیز قدر مفروض پڑھے خواہ اس سے زائد۔ بہر حال تجوید کی رعایت رکھنا ضروری ہے کیونکہ قرآنی الفاظ میں تغیر و تبدل کرنے اور ان کے تلفظ میں لحن و خطا کے پیدا کرنے کی کسی وقت اور کسی حال میں بھی رخصت و وسعت نہیں دی جا سکتی چنانچہ ارشادِ باری ہے قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ (زمر ع۳ پ۲۳) "یعنی قرآن خالص عربی ہے جس میں کجی اور ٹیڑھا پن نہیں ہے" البتہ ضرورت اور عذر اور مجبوری کی حالت اس سے خارج ہے جیسا کہ پہلے گذرا

تجوید قرآن کی زینت ہے

تجوید ضروری اور فرض تو ہے ہی اس کے علاوہ یہ ہے کہ تجوید تلاوت کا زیور اور قراءت کی زینت ہے پس عاقل کے لئے کسی طرح بھی زیبا نہیں کہ اس علم کو ترک کر دے جس سے کلام الٰہی کی خوبیوں کو چار چاند لگ جاتے ہیں۔ اور تجوید کا ثبوت اس حدیث سے ہے" کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص اس بات کو محبوب اور پسند رکھتا ہے کہ قرآن کو بالکل تر و تازہ اور صحیح و کامل ہونے کی حالت میں اسی طرح تلاوت کرے جس طرح وہ اترا ہے تو وہ اسے ابن ام عبد یعنی عبداللہ بن مسعود رضؓ کی قراءت کے موافق پڑھے"۔ اور وجہ یہ ہے کہ ابن مسعود رضؓ کو تجوید و تحقیق اور ترتیل سے وافر حصہ عطا ہوا تھا۔ چنانچہ آپ کی فضیلت و منقبت کیلئے یہ دو باتیں نہایت کافی و وافی ہیں (۱) خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی قراءت سننے کو محبوب و پسند فرمایا ہے چنانچہ ایک بار انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو تلاوت کی تو آپ کی دونوں آنکھیں اشکبار ہو گئیں جیسا کہ صحیحین میں ہے (۲) ابو عثمان نہدیؒ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ابن مسعود رضؓ نے ہمیں مغرب کی نماز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پڑھائی اور اس میں سورۂ اخلاص پڑھی۔ پس قسم بخدا! میں نے یہ آرزو کی، کاش! آپ سورۂ بقرہ پڑھتے، اس لئے کہ آپ کی آواز اور آپ کی ادا نہایت عمدہ اور خوبصورت اور صحیح تھی۔

صحیح و عمدہ تلاوت میں بلا کی تاثیر ہے

حضرت محقق رح فرماتے ہیں کہ جو حضرات قرآن مجید کی تلاوت نزول کے موافق نہایت عمدہ اور صحیح شکل میں کرتے ہیں ان کے بارہ میں حق تعالیٰ کی سنت یہی جاری ہے کہ کان ان کی تلاوت سے لذت پکڑتے ہیں اور دل ان کی قراءت کے وقت خشوع و خضوع کی کیفیت سے مالا مال ہوتے ہیں یہاں تک کہ ان کی تلاوت کے اثر سے دانش و خرد سلب ہونے کے اور عقل و دانش ختم ہو جانے کے قریب پہنچ جاتی ہے چنانچہ ہمارے بہت سے شیوخ ایسے تھے جنہیں خوش آوازی اور الحان و النغام (ترنم و خوش لہجہ) کی معرفت ذرا بھی حاصل نہیں تھی۔ لیکن اس کے باوجود ان کی ادا عمدہ اور تلفظ خوبصورت اور درست تھا پس جب وہ تلاوت کرتے سامعین طرب و مستی اور لذت و فرحت سے مسرور و محظوظ ہوتے۔ اور ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ امام ابو القاسم مصری رح۔ جو شیخ کے استاذ تھے انہوں نے ایک دن صبح کی نماز میں یہ آیت پڑھی: وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُدْهُدَ (نمل ع ۲) اور اس کو بار بار اعادہ کیا۔ پس اسی اثناء میں ایک پرندہ اترا اور شیخ کے سر پر بیٹھ گیا۔ نماز کے بعد دیکھا تو وہ ہد ہد تھا۔ اسی طرح استاد ابو محمد عرف سبط الخیاط کو بھی خوش آوازی اور عمدہ ادائیگی سے وافر حصہ عطا ہوا تھا۔ اور آپ کی قراءت سن کر یہود و نصاریٰ کی ایک جماعت مسلمان ہو گئی تھی۔ اور ہماری معلومات کی رو سے سب سے آخری وہ اشخاص جو خوش آوازی اور عمدہ ادائیگی کے بارہ میں آخری حد تک پہنچے ہوئے تھے۔ یہ دو ہیں (۱) ابن لبنجان رح جو شام کے شیخ ہیں (۲) ابراہیم بن عبد اللہ حکری رح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو مصر کے شیخ ہیں۔ ہم حق تعالیٰ سے توفیقِ عمل مانگتے ہیں اور ہمتوں کی کوتاہی و سستی اور جہالت سے انہی کی پناہ میں آتے ہیں (آمین)
(نشر بتغیر ما)

وقف کی ضرورت و اہمیت

پھر چونکہ تلاوت کے دوران ٹھیرنے کی ضرورت بھی لازمی طور پر پیش آتی ہے کیوں کہ پورے قرآن بلکہ ایک بڑی سورت یا لمبے قصہ ہی کو صرف ایک سانس میں پڑھ دینا عادۃً ناممکن ہے اور وصل (ملانے) کی حالت میں دو کلموں کے درمیان وقف کے قاعدہ کے بغیر صرف سانس توڑ دینا بھی درست نہیں۔ بلکہ یہ ایسا ہی ہے کہ ایک کلمہ کے بیچ میں سانس توڑ دیں۔ اس بنا پر حرفوں کی درستی کے قاعدوں اور مسئلوں کے ساتھ تجوید و تصحیح کی غرض سے نیز سانس لینے اور تازہ دم ہونے کے لئے وقف کے مسائل کا جاننا بھی ضروری ہے تاکہ وقف خلافِ قاعدہ، اور بے موقع ہونے سے لفظی خرابی، اور کلمہ کا توڑنا، اور اہل زبان کے انداز کی مخالفت، اور معنوی بگاڑ کے وہم میں ڈالنا خرابیں لازم نہ آئیں اور قرآنی اعجاز اور مقصودِ الٰہی پورے طور پر ظاہر وحاصل ہو جائے اور معنوی بگاڑ کی چند مثالیں یہ ہیں؛ (۱) لَآ اِلٰهَ (کوئی معبود نہیں معاذ اللہ) (۲) وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ (ہم نے آپ کو رسول بنا کر نہیں بھیجا۔ معاذ اللہ) (۳) لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ (نماز کے قریب مت جاؤ۔ نعوذ باللہ) (۴) فَوَقَعَ الْحَقُّ وَ بَطَلَ (حق ظاہر بھی ہو گیا اور ناپید بھی ہو گیا۔ معاذ اللہ)

علمِ تجوید کی تعریف

یہ وہ علم ہے جس میں قرآنی حروف کو صحت و خوبصورتی سے پڑھنے کے قواعد اور مخارج و صفات اور لحن و خطا اور غلط ادائیگی سے بچنے کے طریقے بیان کئے جائیں اور تجوید کے معنی ہیں عمدہ کرنا سنوارنا۔ یعنی ہر حرف کو ہر جگہ ہر حال میں لحاظ و جور (خلل و خرابی۔ زیادتی و کمی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے بچا کر اس کے مفرد و اصل مخرج سے تمام حقوق وصفات اور صحیح قوانین اور مستقیم موازین و طُرُق (درست قاعدوں اور سیدھے معیار و طریقہ) کی رعایت رکھ کر اور کسی کلفت و مشقت و بناوٹ کے بغیر نہایت نرمی و آسانی سے صحیح و فصیح عربی ادائے کے موافق اس کی حالتِ صیغیہ اور ہیئتِ ترکیبیہ (اصلی حالت اور حقیقی شان) پر ادا کرنا۔ اور ہر حرف کو اس کے حقائق و منازل (درجات و مراتب) پر اتارنا۔ اور اس قدر مشق و ریاضت اور محنت و مجاہدہ کرنا کہ تصحیح و اتقان اور تحسین و تزیین قاری کا ملکہ اور اس کی عادتِ ثانیہ بن جائے اور خوش آوازی اور لہجہ واجب یا فرض یا تجوید کے لازمی اور داخلی اجزاء (حصّوں) میں سے قطعاً نہیں صرف مستحب و محمود ہے بشرطیکہ قواعد نہ بگڑیں اور اگر لحن جلی (بڑی غلطی) لازم آئے تو حرام اور لحن خفی (چھوٹی غلطی) لازم آئے تو مکروہ ہے اور نغمہ اور راگنی بلاشرط مکروہ تحریمی ہے۔

علمِ تجوید کا موضوع قرآنی حروف و الفاظ تلفظ کی درستی اور ادا کی عمدگی کے لحاظ سے، کیوں کہ تجوید میں انہی کے حالات و اوصاف بیان کیے جاتے ہیں۔

علمِ تجوید کی غرض زبان کو غلط ادائیگی سے بچانا اور قرآن مجید کو عربی زبان کے موافق اسی طرح ادا کرنا جس طرح وہ نازل ہوا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم تک پہنچا ہے۔

علمِ تجوید کے سات بڑے بڑے فوائد (۱) دونوں جہان کی سعادت و کامیابی (۲) حق تعالیٰ کی خوشنودی (۳) جنت کا دخول (۴) درجہ اور مرتبہ کی بلندی (۵) آخرت میں حق تعالیٰ کے دیدار اور ان کی زیارت کا نصیب ہونا چنانچہ امام ابن الجزری رحمہ مقدمہ جزریہ میں فرماتے ہیں: مَنْ يُحْسِنِ التَّجْوِيْدَ يَظْفَرْ بِالرَّشَدْ یعنی جو شخص محنت سے ذریعہ تجوید کو عمدہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور خوبصورت کہے گا وہ اللہ تعالیٰ کی نزدیکی کی طرف ہدایت پانے کے ذریعہ کامیاب ہو جائے گا۔ اور مقصد یہ ہے کہ وہ حق تعالیٰ کا پیارا اور مقبول بن جائے گا (۲) تجوید کے قواعد کی رعایت سے تلاوت کا حسن دوبالا ہو جاتا ہے اور حروف اچھے معلوم ہوتے ہیں گویا تجوید تلاوت و قراءت کا زیور اور ادا و تلفظ کی زینت ہے (۷) الفاظ کی تہذیب (عمدگی) اور زبان کی تقویم (درستی) سے یہ فائدہ بھی ہوتا ہے کہ کتاب الٰہی کے معانی میں تدبر اور اس کے غوامض (مشکل و پیچیدہ مضامین) میں تفکر (غور و فکر) اور اس کے مقاصد و مطالب میں تبحر (گہرائی) اور قرآن سے حق تعالیٰ جل اسمہٗ کی اصل مراد کی تحقیق و معرفت حاصل ہوتی ہے چنانچہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ (ص ع۲) یعنی یہ کتاب ہے کہ اتارا ہے ہم نے اس کو تیری طرف برکت والی ہے تاکہ وہ اس کی آیتوں میں فکر کریں ۱۲ ۔ اور نیز اس لئے کہ جب قرآن مجید کے الفاظ عمدہ ترین شکل اور شیریں ترین طریق تلفظ و ادا سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد زَيِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِكُمْ (قرآن مجید کو اپنی آوازوں سے مزین اور خوبصورت بناؤ) کے موافق عمدہ اور خوبصورت آواز سے کانوں میں سنائی دیں گے تو اس شیرینی و خوبصورتی کی زیادتی کے مقتضے کے مطابق دلوں کا اس کو اخذ کرنا اور نفوس کا اس پر متوجہ ہونا اس کے خلاف والی دوسری تلاوت کی نسبت زیادہ ہو گا۔ پس اس تلاوت سے قرآن کے اوامر کا امتثال۔ اس کی منہیات سے احتراز اس کے وعدوں میں رغبت اس کی وعیدوں سے خوف و دہشت۔ اس کی ترغیبات میں طمع و شوق۔ اس کی تخویفات سے انزجار۔ اس کی خبروں کی تصدیق۔ اس کے اہمالات (غیر مذکور امور) سے بچاؤ، اور حلال و حرام کی معرفت یہ سب چیزیں حاصل ہوں گی اور یہ انتہائی عظیم الشان فائدہ اور جلیل القدر نعمت ہے جس سے محروم آدمی کے سوا کوئی بھی خالی رہنا گوارا نہیں کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ نماز اور غیر نماز دونوں حالتوں میں قرآن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی تلاوت کے وقت خاموشی اور اس کی طرف توجہ کرنے کا حکم ہے اور جمعہ کے خطبہ میں بھی التفات اور توجہ کا ارشاد ہے اور اسی بناء پر ائمہ کی یہ عادت جاری ہوئی ہے کہ وہ تام اور عمدہ کلام پر سکوت و وقف اختیار کرتے ہیں اس بناء پر کہ اس سے معانی مشقت و منازعت کے بغیر نہایت سہولت و سرعت سے سمجھ میں آجاتے ہیں۔ (تمہید مختصراً)

علم تجوید کا شرعی حکم اس علم کے قاعدوں کا یاد کرنا فرض کفایہ ہے۔ کہ شرعی سفر کی مسافت یعنی اڑتالیس میل کی حد میں ایک ماہر تجوید و عالم فن کا ہونا ضروری ہے ورنہ سب کے سب گنہگار ہوں گے۔ اور اس علم کے قوانین واحکام کے مطابق عمل کر کے صحیح پڑھنا ہر مکلف (عاقل و بالغ) پر فرض عین ہے مرد ہو یا عورت، عربی ہو یا عجمی، احمر ہو یا اسود، نماز کے اندر ہو یا باہر، حفظ پڑھے یا ناظرہ تھوڑا پڑھے یا زیادہ، حدر (روانی سے) پڑھے یا تحقیق (ٹھہراؤ) اور تدویر (درمیانی رفتار) سے مجمع میں پڑھے یا اکیلے۔ بہر صورت ہر شخص اور ہر حالت میں قرآن عظیم کو مجود اور صحیح طور سے پڑھنا فرض عین ہے۔ غیر مجود اور غیر صحیح طریق پر تلاوت کرنے والا مرتکب حرام، گنہگار و معذب اور فاسق و فاجر اور اس کی ضرورت و فرضیت کا منکر و طاعن کافر ہے البتہ چند اشخاص و احوال کا حکم اس سے قدرے مختلف ہے۔

(الف): الاَلثغ (توتلا آدمی) جبکہ اپنی پوری قدرت صرف کرنے کے بعد بھی صحیح ادا پر قادر نہ ہو سکے (ب): معذور۔ (عاجز و بے بس) جس کی زبان غلیظ و سخت اور اکھڑ ہو اور وہ دن رات کی آنات و ساعات (گھڑیوں) میں ریاضت و مجاہدہ تکرار و مداومت اور مشق و تمرین کے باوجود صحیح نہ پڑھ سکے۔ پس یہ دونوں شخص نہ تو گنہگار ہیں۔ اور نہ ان کی نماز فاسد ہے۔ لیکن اس عذر کے بارہ میں خود ان کا اپنا خیال معتبر نہ ہوگا۔ بلکہ کسی ماہر محقق اور معتمد و مستند شیخ فن کی گواہی ضروری ہوگی (ج) عام اہل اسلام کی نمازیں عمومی ابتلاء کی بنا پر درست ہیں۔ پس اسمیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عمومِ بلویٰ کے عارضہ کی وجہ سے تسامح برتا جائے گا۔ لیکن فارغ البالی۔ زبان کی رقت (نرمی و روانی) اور فکّ و دہن (منہ) کی مطاوعت و موافقت کے باوجود تصحیح و تجوید سے تغافل کی صورت میں گناہ ضرور ہوگا۔ رہے عوام علماء، سو ان میں سے قدر ما یجوز بہ الصلوٰۃ (نماز کے جائز ہونے اور معنی کے نہ بدلنے کی حد تک) صحیح پڑھنے والوں کی نمازیں تو بلا شبہ درست ہیں۔ لیکن جو معنیٰ کے صریح و واضح تغیر کے مرتکب ہیں۔ ان کی نمازیں صحیح نہیں۔ البتہ جو حضرات معذور ہیں اور جن کی زبانیں سخت ہیں وہ اس حکم سے خارج ہیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ علمیت کے اعتبار سے فنِ تجوید کے تمام مسائل و قواعد فرض کفایہ کے درجہ میں ہیں اور عمل کی رُو سے قرآن کی تجوید کے تمام قاعدوں پر عمل کرنا فرض نہیں ہے بلکہ بعض افراد سنت اور بعض مستحسن اور بعض واجب عین ہیں۔ پس عمل کے اعتبار سے قرآن کی تجوید کی تین قسمیں ہیں (۱) فرض عین: یعنی حروف کا ان کے مقررہ مخرجوں اور لازمی صفتوں کی رعایت سے ادا کرنا۔ پس قاری کے لئے تجوید کی اتنی مقدار پر عمل کرنا واجب عین ہے اور اس کا تارک گنہگار ہے۔ چنانچہ ملا علی قاریؒ مقدمہ کی شرح "المنح الفکریہ" میں فرماتے ہیں "حرف کے لئے مخرج تو ترازو کی طرح ہے جس کے ذریعہ اس کی ماہیت و مقدار معلوم ہوتی ہے اور صفت کسوٹی اور پرکھنے والے معیار کی طرح ہے جس سے اس کی حالت و کیفیت پہچانی جاتی ہے۔ اور اگر مخرج و صفت یہ دو چیزیں نہ ہوتیں تو ہمارا کلام بھی چوپاؤں کی ان آوازوں کی طرح ہو جاتا۔ جن کا مخرج ایک ہی ہے اور جن سے مقصود کا علم نہیں ہو سکتا۔" اس سے معلوم ہوا کہ مخارج و صفاتِ ذاتیہ کی حد تک تجوید ضروری ہے ورنہ قرآن کا غلط مخرج و صفت سے ادا ہو کر مہمل اور لغو ہونا لازم آئے گا۔ جو باطل ہے۔ اور تفسیرِ احمدی میں ہے "حق تعالیٰ شانہٗ نے لوگوں کو ترتیلِ قرآن کا حکم فرمایا ہے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترتیل کے معنیٰ وہ ہیں جو حضرت علیؓ سے منقول ہیں۔ یعنی حروف کو ان کے مخارج کی رعایت رکھ کر ادا کرنا جیسا کہ حسینی اور زاہدی میں اس کی تصریح ہے اور یہ ترتیل فرض ہے۔ پس نماز اس کے بغیر فاسد ہوگی۔ اس لئے کہ یہ مامور بہ فرض ہے۔ اور اس کیلئے کوئی ناسخ نہیں ہے۔ اور فقہ کی کتابیں اس کے بیان سے بھرپور ہیں۔"

(۲) سنت۔ یعنی حروف کا ان کے صحیح مخارج سے صفات عرضیہ کی رعایت رکھ کر ادا کرنا مثلاً تفخیم و ترقیق، اظہار و ادغام، اخفاء و اقلاب، غنہ و مد، تسہیل و ابدال وغیرہ۔ تجوید کی اس قسم کا تارک محض کراہت کا مرتکب ہے اور کراہت کا ارتکاب کرنا گناہ صغیرہ ہے اور صغیرہ پر ہمیشگی کرنا کبیرہ ہے۔ چنانچہ ملا علی قاری ؒ مقدمہ کی شرح میں فرماتے ہیں۔ "اخفاء۔ قلب۔ اظہار۔ ادغام وغیرہ کی صفات مختلفہ کی نوع کا ادا کرنا یقیناً فرض عین نہیں۔ کہ اس کے ترک پر سخت عذاب مترتب ہو بلکہ اس کے ترک میں سزا اور زجر کا صرف اندیشہ ہے قطعیت نہیں۔"

(۳) مستحب۔ یعنی ان مشکل قواعد کا ادا کرنا جن کا جاننا ماہر قاری سے سیکھنے کے بغیر دشوار ہے جیسے روم۔ اشمام وغیرہ۔ اس تفصیل مذکورہ سے ان حضرات کے اعتراض کا جواب بھی معلوم ہوگیا۔ جو یہ کہتے ہیں۔ کہ فقہ کی کتابوں میں تجوید و ترتیل کو مستحب اور تجوید کی کتابوں میں فرض لکھتے ہیں پس ان دونوں میں جو اختلاف پایا جاتا ہے اس کا حل مندرجہ بالا عبارت نے صاف ظاہر ہوگیا۔ کہ قراء کے نزدیک فن تجوید کے تمام مسائل پر عمل کرنا فرض نہیں بلکہ بعض افراد سنت اور بعض مستحب بھی ہیں۔ اسی طرح فقہاء کرام کے یہاں علم تجوید کے تمام قوانین پر عمل کرنا مستحسن نہیں۔ بلکہ بعض افراد ان کے یہاں بھی فرض و واجب العمل یا سنت ہیں۔ جیسے حروف کے مخارج اور ان کی صفات لازمیہ وغیرہ کا ادا کرنا اور انکی رعایت کے ترک سے معنوی خرابی لازم آتی ہے۔ پس پہلی قسم فقہاء نے یہاں بھی واجب ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضروری ہے تاکہ اسلام کے رکن اعظم نماز میں فتور وخلل لازم نہ آئے۔ چنانچہ محقق ابن الجزری رح کتاب "النشر الکبیر" میں لکھتے ہیں :- جو شخص کسی حرف کو دوسرے حرف سے بدل دے۔ عام ہے کہ وہ دونوں قریب المخرج ہوں یا ہم مخرج ہوں اس کی نماز کے بارہ میں فقہاء کا اختلاف ہے لیکن زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ اس کی نماز درست نہیں ہوگی جیسے کوئی اَلْحَمْدُ کو عین سے اَلْعَمْدُ یا اَلْمَغْضُوْبِ کو ضاد سے اَلْمَغْضُوْبِ پڑھے" (ملخصاً)۔ اور فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ اگر معنی بدل جائیں اور جو اس نے پڑھا ہے وہ قرآن میں موجود نہ ہو۔ جیسے فَسْتَقَاذَهُ اَصْحٰبُ الشَّجِيْرِ پڑھ دیا تو اس کی نماز تمام فقہاء کے یہاں فاسد ہو جائے گی اور اگر معنی نہ بگڑیں اور جو اس نے پڑھا ہے وہ قرآن میں بھی ہو تو اس کی نماز سبھی کے نزدیک درست ہو جائے گی"۔ نتیجہ یہ کہ جو امور قراء اور مجوّدین کے یہاں ضروری ہیں انہیں فقہاء عظام بھی لازم جانتے ہیں۔ لیکن بعض صورتوں میں حرج عام (عمومی تنگی) کے رفع کرنے کیلئے ان امور کے ترک کو عذر اور مجبوری کی بناء پر جائز رکھتے ہیں تاکہ نماز جو اہم فریضہ اور فرض عین ہے۔ وہ جائز ہو جائے۔

علم تجوید کے ارکان چار ہیں ۱۔ مخارج ۲۔ صفات ۳۔ ترکیبی احکام و قواعد ۴۔ زبان سے ریاضت و مجاہدہ اور خوب محنت و کوشش کرنا۔ اس کے بغیر تجوید کی حقیقت ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی

علم تجوید کی تدوین کی مختصر تاریخ و سرگزشت قرآنی حروف کے عربی مخارج اور ان کے تلفظ کے صحیح مواقع اور ان کی ادائیگی کی صحیح و سلیس کیفیات و حالات اور وجوہ و مرتل صفات نیز وقف و ابتدا کے مقامات و قواعد، اسی طرح قراآت کی اختلافی وجوہ نیز قرآنی رسم الخط اور ان کے علاوہ باقی سب علوم و فنون کی باقاعدہ و مستقل طور پر تدوین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترتیب اور ان تمام امور کا جمع و ضبط اور ان کی تشکیل و تہذیب ظاہر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد اور اس کے بعد کے قرون (اور زمانوں) میں ہرگز ثابت نہیں اس لئے کہ کسی بھی عمدہ اور مستند طریق سے یہ ثابت نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یا آپ کے بعد حضرات صحابہ کرام رض و تابعین عظام رحمہم نے مخارج و صفات اور اختلافی وجوہ وغیرہ کو کتابوں اور مجموعوں کی صورت میں ضبط کرنے کا اہتمام کیا ہو۔ اور فقہ، تفسیر، عربیت، ادب، معانی، بیان، بدیع، منطق و حکمت اور ان کے علاوہ دوسرے تمام علوم و فنون کی تدوین کا بھی یہی حال ہے کہ ان مقدس زمانوں میں صحیفوں اور کتابوں کی شکل میں ان علوم کی باضابطہ تدوین و ترتیب قطعاً ثابت و منقول نہیں۔ اس کی اصل وجہ اور حقیقی علت یہ ہے کہ متقدمین حضرات اور اسلاف عظام رحمہم کو صدری حفظ اور قلبی ضبط (یعنی علوم کو سینہ اور دل و دماغ میں محفوظ کرنے) کا نہایت درجہ فکر و اہتمام تھا — پھر جب آخری زمانوں میں قوت حافظہ کی کمزوری اور اس کے علاوہ بعض دوسری وجوہ کی بناء پر تدوین و ضبط کی ضرورت محسوس کی گئی۔ لہٰذا اس وقت کے موجودہ علماء و ائمہ قراء نے ہر علم کو باقاعدہ اور باضابطہ اور پوری تنقیح و تہذیب (نکھار و صفائی) کے بعد کتابوں اور مجموعوں کی شکل میں مدوّن اور محفوظ فرما دیا۔ پس حق تعالیٰ ان سب کو ہماری طرف سے عمدہ جزا عطا فرمائیں۔ الحاصل یہ کہ قواعد کی تدوین و تشکیل محض ضبط کی تقریب اور حفظ کی سہولت و آسانی کے لئے ہے نہ کہ اختراع و ایجاد کی بناء پر۔ خوب سمجھ لو۔

غالب خیال یہ ہے کہ حروف کے مخارج اور ان کی صفات اور ادا و تلفظ کے قواعد واحکام کو مندرجہ ذیل ائمہ نحو و علماء عربیت و لغت نے مدوّن و مرتب کیا ہے

۱۔ ابو عبدالرحمٰن خلیل بن احمد بن عمرو بن تمیم البصری الفراہیدی (یا الفرھودی) النحوی المقری الازدی رح جو نحو و عروض اور ادب کے امام ہیں آپ ۱۰۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۷۰ھ یا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۷۵ھ یا ۱۷۰ھ کو بصرہ میں فوت ہوئے ۲۔ عمرو بن عثمان بن قنبر ابوالبشر الملقب بہ سیبویہ الفارسی ثم البصری النحوی رح۔ صحیح قول کی بناء پر آپ ۱۴۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۸۰ھ کو بتیس ۳۲ سال کی عمر میں شیراز میں فوت ہوئے ۳۔ محمد بن مستنیر ابوعلی النحوی عرف قطرب رح المتوفی ۲۰۶ھ ۴۔ یحییٰ بن زیاد بن عبداللہ بن منصور ابوزکریا الاسلمی عرف فراء کوفی نحوی رح۔ آپ ۱۴۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۰۷ھ میں مکہ سے لوٹتے ہوئے راستہ میں فوت ہوئے ۵۔ صالح بن اسحاق ابوعمر جرمی البجلی البصری رح جو مبرّد کے استاذ ہیں آپ نے ۲۲۵ھ میں وفات پائی ۶۔ محمد بن یزید بن عبدالاکبر بن عمر بن حسان ابوالعباس مبرّد الازدی البصری رح۔ آپ نے ۲۸۶ھ کو کوفہ میں چھیاسٹھ ۶۶ برس کی عمر میں وفات پائی ۷۔ محمد بن ابراہیم بن کیسان ابوالحسن النحوی رح المتوفی ۳۲۰ھ ۸۔ محمد بن حسن بن درید بن عتاہیہ ابوبکر البصری الازدی اللغوی الشافعی رح آپ نے ۳۲۱ھ کو ترانوے ۹۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اپنے زمانہ میں لغت و شعر اور ایام عرب اور ان کے انساب کے سب سے بڑے عالم تھے۔ پھر ان میں سے تقدم و فوقیت اور اوّلیت کا فخر و شرف خلیل بن احمد النحوی المقری رح کو حاصل ہے پس اس لحاظ سے مخارج و صفات کی تدوین کی ابتدا تقریباً دوسری صدی کے وسط سے ہوئی ہے اور اس سے پہلے اہل عرب قرآن مجید کو اپنے فطری ملکہ اور پیدائشی لیاقت و استعداد اور مادری محاورہ و صلاحیت کے زور سے زبان کے قواعد و احکام اور عربی لغت کے طرق و اصول کے موافق پڑھ لیتے تھے۔ پس انہیں قواعد و مسائل اور ضوابط و قوانین کے ضبط اور پھر ان کے مطابق عمل پیرا ہونے کی چنداں حاجت نہیں تھی۔ بلکہ ان تدوین کی ضرورت اس وقت ظاہر ہوئی۔ جب اسلامی فتوحات کی کثرت ہوئی اور اہل عجم کو کتاب حمید کی تلاوت کی نوبت پہنچی۔ پس چوں کہ وہ اہل زبان نہیں تھے اس لئے زبان کے قواعد اور عربی لغت کے ضابطوں سے بالکل نا آشنا تھے اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بناء پر اس زمانہ کے قراء اور علماء نے صحیح ادائیگی کے قوانین اور طریقوں کو تعبیر و بیان کے سانچہ میں ڈھال کر رکھ دیا۔ جس کی بدولت اہل عجم بھی صحیح اور فصیح اور عربی ادا پر قادر ہو گئے۔ اور تلفظ کی درستی کے گرانمایہ خزانہ سے مالا مال ہو گئے۔ ورنہ کہاں عجم اور کہاں قرآنِ عربی جہاں تک ہماری معلومات کا تعلق ہے۔ ان کی رو سے سب سے قبل حضرت امام خلیل نحوی رحمہ اللہ استاذ سیبویہ نے اپنی کتاب العین کے شروع میں مخارج وصفات اور حروف کے القاب و اسماء (حلقیہ، لہویہ، شجریہ، وغیرہا) کا تذکرہ فرمایا ہے پھر دوسری تصانیف مختصر و مبسوطہ و متوسطہ معرضِ وجود میں آئیں اور متاخرین قراء و مصنفین جو مخارج وصفات وغیرہ میں ان حضرات کے اقوال و مسالک حجت و برہان کے طور پیش کرتے ہیں وہ اس بات کی واضح دلیل و تائید ہے کہ اس فن کے واضح و مرتب مذکورہ صدر ائمہ نحاۃ و علماء لغت و عربیت ہی ہیں۔ چنانچہ عام کتبِ فن میں تعدادِ مخارج کے اختلاف کی بابت تحریر ہے کہ خلیلؒ اور جمہور قراء و نحاۃ اور اکثر علماء و محققین کی رائے پر سترہ اور سیبویہؒ اور ان کے متبعین کے نزدیک سولہ اور فراءؒ، جرمیؒ، قطربؒ، ابن دریدؒ اور ابن کیسان رح کے یہاں چودہ ہیں پس اس شمار میں ان حضرات کے اقوال کا تذکرہ صاف بتا رہا ہے۔ کہ یہی حضرات اس فن کے مدوّن و مرتب ہیں ان ائمہ نحو و عربیت نے تتبع بلیغ (انتہائی جستجو) اور محنت شاقہ اور تجسسِ کامل کے بعد انہی اطوار و طرق کے عین موافق جو ان کو حضرات مشائخ قراءت اور علماء ادا اور ائمہ تجوید اور متقدمین اسلاف سے سلسلہ بسلسلہ پہونچے تھے۔ ان مخارج وصفات و قواعد و طرقِ تلفظ کو بطریقہ اتم مدوّن و مجموع اور ضبط و مرتب فرما دیا۔ اور ہر ایک نے اپنی تحقیق و تفتیش اور جستجو کے موافق قواعد کو وضع کیا۔ لیکن ان کے مذاہب و اقوال کا یہ اختلاف افتراق محض درایت و قیاس اور عقل و فہم پر مبنی نہیں تھا۔ بلکہ اس کا انحصار و مدار ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحیح و متواتر اور متصل و مسلسل نقول و روایات پر تھا جو انہیں شیوخ کے واسطہ سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہونچی تھیں پس ان روایات و منقولات سے اخذ کر کے ہر ایک نے اپنے مذہب کا تعین کر لیا۔ مثلاً ان حضرات نے غور و فکر کیا۔ کہ حروف ہوائیہ کی ادا کا وہ صحیح مقام کیا ہے جس کے پیشِ نظر ہم ان کے فصیح و عربی تلفظ پر قادر ہیں تو بعض حضرات خالص و صادق تفکر اور کامل تامل کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ چونکہ ان کی ادائیگی میں اجزاءِ فم و منہ کے حصوں) میں سے کسی جزءِ معین اور حیزِ مقرر پر کامل اعتماد نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ حروف فقط فضائے دہن و حلق سے لے کر شفتین دونوں ہونٹوں) کے جوف و خلا کی ہوا اور آواز ہی سے شروع ہوتے اور پھر اسی پر ختم ہو اور پورے ہو جاتے ہیں۔ اس بنا پر ان کا مخرج بس یہی خلائے دہن کی آوازِ محض ہی ہے کیونکہ کوئی معین مقام اور مقرر و خاص موقع بخلاف واؤ اور یا غیر مدہ کے۔ کہ ان کی ادا میں شفتین اور وسطِ لسان مع مقابل تالو پر اعتماد موجود ہے اس لئے ان کا مخرج محقق و محسوس اور معین و مقرر مقام اور ایک خاص حیزِ محسوس ہے۔ چنانچہ خلیل رح وغیرہ جمہور ائمہ کرام اسی پر ہیں۔ اس کے خلاف دوسرے بعض حضرات نے یہ نتیجہ اخذ کیا۔ کہ چونکہ "الف مدہ" کی ادائیگی میں مبدا الصوت (اقصائے حلق) پر اور "واؤ مدہ" کے تلفظ میں کسی قدر شفتین پر اور "یا مدہ" کی ادا میں وسطِ لسان و تالو پر فی الجملہ (کسی نہ کسی درجہ میں) ضرور اعتماد اور لگاؤ پایا جاتا ہے گو یہ اعتماد و دخل ہمزہ اور واؤ و یا غیر مدہ کے مقابلہ میں نادر و قلیل اور معمولی و ضعیف ہی ہے لیکن ہے ضرور، اس بناء پر انہوں نے اس قلیل اعتماد و تعلق کا لحاظ کرتے ہوئے "الف مدہ" کا مخرج اقصائے حلق اور "واؤ مدہ" کا شفتین اور "یا مدہ" کا وسط زبان و تالو قرار دے دیا۔ چنانچہ سیبویہ رح و فراء کا یہی مسلک ہے۔ عَلٰی هٰذَا الْقِيَاس۔ لام، نون۔ راء کے بارہ میں بعض حضرات نے غور کیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ لام میں چار اور نون

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں تینؔ اور رؔ میں دو دانتوں کے مسوڑھوں کا دخل ہے۔ اس بناء پر ان کے مخارج الگ الگ ہیں۔ پس ان حضرات نے ان میں سے ہر ایک کی اداء کا مقام جدا اور دوسرے سے مخالف و مغایر مقرر کر دیا۔ چنانچہ خلیلؒ و سیبویہؒ اسی پر ہیں اور اس کے برعکس دوسرے بعض محققین نے تامل کے بعد یہ معلوم کیا کہ لامؔ۔ نونؔ۔ رؔا تینوں ہی میں "طرفِ لسان" کا دخل ہے۔ رہا دانتوں کا تفاوت و تفارق۔ سو وہ قلیل و معمولی ہے اس بناء پر انہوں نے تینوں کو متحد المخرج قرار دیدیا۔ جیسا کہ ابن زیاد افراءؒ۔ ابوعمر صالح بن اسحاق جرمیؒ محمد بن مستنیر قطربؒ۔ ابن دریدؒ اور ابن کیسانؒ اسی کے قائل ہیں۔ اسی طرح ائمۂ نحو و صرف اور علمائے عربیت نے چونکہ ادغام و اظہار وغیرہ کے قواعد بھی بیان کئے ہیں اور وہ موقوف ہیں مخارجِ حروف کے اتحاد و تقارب و تجانس اور حروف قویہ و ضعیفہ کی معرفت و واقفیت پر۔ اس بناء پر یہ بھی دلیل ہے۔ اس پر کہ ائمۂ نحو ہی مخارج و صفات کے حقیقی مرتب و جامع ہیں۔ پھر ان کے بعد دوسرے محققین نے مزید تہذیب و تنقیح اور کامل تشریح و توضیح کر کے اس فن کو چار چاند لگا دیئے اور اس کو مستقل اور باضابطہ صورت میں ضبط کر دیا۔ جیسا کہ دوسرے علوم و فنون کی تدوین و ترتیب کی یہی شکل ہے واللہ اعلم

پانی پت میں آغاز تجوید اور شیوخ تجوید

(الف): پانی پت میں مسلمان سنہ ھ (دہلی میں اسلامی حکومت قائم ہونے سے دو سو برس پہلے) سے آباد ہیں دوسرے اسلامی شہروں کی طرح یہ بھی قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے (ب) لیکن بارھویں صدی ہجری میں قاری مصلح الدین عباسی پانی پتیؒ نے مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تجوید سیکھ کر اور پھر اپنے وطن پانی پت میں آکر طریقۂ ادا کی از سر نو بنیاد رکھی (ج) آپ کے بعد آپ کے فرزند ارجمند سرتاج مجودین کاملین جناب حافظ قاری عبید اللہ عرف قاری لالہؒ اور آپ کے شاگرد جناب حافظ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا قادر بخش رحمہ وغیرہ نے پانی پت کو فخرِ ہند بنا دیا۔ تیرہویں صدی میں دہلی اور پانی پت کے اکثر شائقینِ فنِ تجوید انہی حضرات سے تجوید اخذ کرتے تھے (د)۔ ان کے بعد حافظ قاری نجیب اللہ رحمہ خلف شیخ سعد اللہ عثمانی پانی پتی رحمہ نبیرۂ قاری قادر بخش ممدوح رحمہ اور قاری کبیر الدین رحمہ اور مولانا حافظ قاری محمد عبد الرحمٰن محدث پانی پتی رحمہ خلف قاری محمدی انصاری پانی پتی رحمہ نے پانی پت اور دہلی میں تجوید کی خدمت کی۔ اور گو پانی پت کے متعدد شیوخ نے وقتاً فوقتاً اساتذۂ دہلی سے قراآت پڑھیں لیکن اب کسی سے سلسلہ باقی نہیں (ہ)۔ ۱۲۴۸ھ میں مولانا قاری مقری حافظ الحاج محمد عبد الرحمٰن محدث انصاری پانی پتی رحمہ نے مولانا سید امام الدین امروہی رحمہ سے سبعہ قراآت پڑھیں اور تا حیات پورے چھیاسٹھ سال (۱۳۱۴ھ تک) آپ کے چشمۂ فیض سے بے شمار تشنگانِ علم تجوید و قراآت سیراب و فیضیاب ہوتے رہے (و)۔ آپ کے بعد آپ کے فرزندِ ارجمند مولانا قاری عبد السلام رحمہ انصاری اور آپ کے شاگرد حافظ قاری عبد الرحمٰن اعمٰی پانی پتی رحمہ نے اس فن مبارک کو سنبھالا۔ اور ان کے بعد مولانا قاری حافظ عبد السلام عباسی پانی پتی رحمہ نے چند سے خدمت کی، پھر قاری محی الاسلام صاحب عثمانی رحمہ اور حضرت قاری فتح محمد صاحب مدظلہ، و حضرت قاری رحیم بخش صاحب مدظلہ، علم تجوید و قراآت کے درخشندہ ستارے بنے۔

قاری عبید اللہ عرف قاری لالہ پانی پتی رحمہ کا ایک عجیب غریب قصہ

تذکرۂ غوثیہ میں مولانا حافظ قاری گل حسن رحمہ خلیفۂ ثانی حضرت مولانا سید غوث علی شاہ صاحب رحمہ نے لکھا ہے کہ ایک روز میرے مرشد حضرت موصوف رحمہ نے ارشاد فرمایا۔ کہ ایک دن ہم نے قاری لالہ پانی پتی رحمہ سے پوچھا۔ کہ آپ کو کبھی کوئی قاری بھی ملا؟ فرمانے لگے۔ ہاں ایک دفعہ میں دکن کو جا رہا تھا۔ راستہ میں ایک گاؤں میں ٹھیرا۔ اور حسب عادت پوچھا۔ کہ یہاں کوئی قاری بھی ہے۔ لوگوں نے کہا کہ قاری تو ہم جانتے نہیں لیکن ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نابینا حافظ جی یہاں رہتے ہیں۔ لڑکوں کو پڑھاتے ہیں۔ جب ان کے پاس گیا تو دیکھا لڑکے باہر بیٹھے ہیں۔ اور حافظ جی حجرے میں ہیں ایک ایک لڑکا جاتا ہے اور سبق پڑھ کر چلا آتا ہے۔ جو لڑکا اندر جانے والا تھا۔ اس کی معرفت میں نے اپنی اطلاع کرائی۔ تو حافظ جی نے اندر بلا لیا۔ مزاج پوچھا۔ میں نے کلام مجید سننے کا اشتیاق ظاہر کیا۔ فرمایا پہلے آپ پڑھیں۔ خیر میں نے ایک رکوع پڑھا تو حافظ نابینا کے کان کھڑے ہو گئے۔ اور کہا کہ کیا تم قاری لالہ ہو۔ میں نے کہا، ہاں۔ آپ نے کیوں کر پہچانا۔ انہوں نے کہا۔ کہ آج سارے ہندوستان میں اس شد و مد کے ساتھ پڑھنے والا سوائے قاری لالہ کے اور کوئی نہیں ہے۔ اس کے بعد حافظ جی نے پڑھنا شروع کیا۔ ہنوز اعوذ پڑھی تھی کہ ایک برتن جو ان کے پاس رکھا تھا، اس کا سرپوش ہلا۔ اور رکوع شروع کرتے ہی وہ سرپوش گز بھر اونچا ٹھیرا رہا۔ جب حافظ جی پڑھ چکے تو وہ اپنی جگہ پر آ گیا۔ مجھے بہت حیرت ہوئی۔ انہوں نے خاموشی کا سبب پوچھا۔ میں نے یہ ماجرا بیان کیا۔ فرمایا تمہیں قال میں ید طولیٰ ہے مجھے حال میں۔ اور میں تمام کلام مجید کا عامل ہوں۔ اور آج شام کو اور بھی تماشا دکھاؤں گا۔ غرض ظہر کے وقت مجھے جنگل میں لے گئے۔ وہاں ایک کنواں تھا۔ کہا آؤ، وضو کر کے نماز پڑھ لیں۔ میں نے کہا بہت اچھا۔ میں رہٹ کھینچتا ہوں آپ وضو کریں۔ کہا اس کی ضرورت نہیں۔ تم سورۂ یٰس کنوئیں کے کنارے پر کھڑے ہو کر پڑھو میں نے پڑھنا شروع کیا۔ اور پانی نے جوش مارا۔ آخر پڑھتے پڑھتے پانی کنارے پر آ گیا۔ ہم نے وضو کر کے نماز پڑھی۔ پھر سیر کرتے ہوئے دوسرے کنوئیں پر پہنچے۔ حافظ جی بولے پیاس لگی ہے۔ تم سورۂ رحمٰن پڑھ کر انگلی پر دم کرو۔ اور تین بار رہٹ کی طرف اشارہ کر کے چکر دیدو۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ رہٹ خود بخود چلنے لگا۔ جب پانی پی کر چل دیئے تو کھیت والا ہمارے پیچھے دوڑا آیا۔ اور کہا حضرت یہ کیا کر چلے۔ رہٹ تھمتا نہیں۔ میرا کھیت ڈوبا جاتا ہے۔ حافظ جی نے کہا جاؤ اسی طور سے پڑھ کر انگلی پر دم کر کے الٹے تین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پکڑ دیدی۔ اول تو میں نے زور کیا، اور یونہی روکنا چاہا، بھلا میری کیا ہستی تھی۔ وہ ایسے زور سے چل رہا تھا کہ ہاتھی سے بھی نہ رکتا۔ آخر وہی عمل کیا، فوراً بند ہو گیا، حافظ جی نے سورۂ والضحیٰ سے سورۂ ناس تک مجھے بھی اجازت دیدی اور جو انہوں نے فرمایا تھا۔ امتحان کے وقت وہی اثر و عمل پایا۔ قاری صاحبؒ نے ہمیں بھی ان تاثیرات کا مشاہدہ کرایا۔ ارادہ تھا، کہ حج کے بعد نابینا حافظ جی کے پاس جا کر پہنچینگے۔ لیکن جب بیت اللہ سے واپس آئے تو ان کا انتقال ہو چکا تھا۔ فرحمہم اللہ۔

روایت حفصؒ کی پوری سند

مجھ سے لیکر حضرت حق جل مجدہٗ تک

(۱) احقر محمد طاہر رحیمی (۲) حضرت قاری رحیم بخش صاحب مدظلہٗ (۳) حضرت قاری فتح محمد صاحب مدظلہٗ (۴) حضرت قاری محی الاسلام صاحب عثمانی رحؒ (۵) قاری عبد الرحمٰن المکیؒ (۶) قاری عبد الرحمٰن محدث پانی پتی و قاری محمدیؒ و قاری نجیب اللہؒ و قاری کبیر الدینؒ (۷) قاری امام الدین امروہیؒ (۸) قاری محمد عرف کرم اللہ دہلویؒ و قاری قادر بخشؒ و قاری محمدیؒ (۹) قاری شاہ عبد المجید دہلوی (۱۰) قاری غلام مصطفےٰ بن شیخ محمد اکبر تھانیسری ثم الدہلویؒ (۱۱) قاری غلام محمد دہلویؒ (۱۲) قاری عبد الغفور دہلویؒ (۱۳) قاری عبد الخالق منوفیؒ (۱۴) حضرت شمس الدین محمد بن اسماعیل ازہری المکیؒ (۱۵) شیخ عبد الرحمٰن بن شیخ شحاذہؒ (۱۶) شیخ شہاب احمد بن عبد الحق سنباطیؒ (۱۷) شیخ شحاذہ یمنیؒ (۱۸) شیخ ابو النصر طبلاویؒ (۱۹) شیخ الاسلام قاضی زکریا انصاریؒ (۲۰) شیخ رضوان الدین ابو نعیم بن احمدؒ و شیخ برہان الدین قلقیلیؒ (۲۱) امام شمس الدین ابو الخیر محمد بن الجزریؒ (۲۲) امام ابو العباس احمد حنفی دمشقیؒ (۲۳) امام ابو عبد اللہ حسین بن سلیمان بن فزارہؒ (۲۴) امام ابو القاسم عبد الرحمٰن دمشقیؒ (۲۵) امام ابو الحسن علی بن محمد سخاویؒ (۲۶) امام ابو محمد قاسم بن فیرہ شاطبیؒ (۲۷) امام ابو الحسن علی بن ہذیلؒ (۲۸) امام ابو داؤد سلیمان بن خلفؒ (۲۹) امام ابو عمرو عثمان بن سعید دانیؒ (۳۰) امام ابو الحسن طاہر بن غلبونؒ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۳۱) امام ابوالحسن علی بن محمد ہاشمی اشمی رح (۳۲) امام ابوالعباس احمد اشنانی رح (۳۳) امام ابومحمد عبید بن صباح رح (۳۴) سید الطائفہ امام ابوعمر حفص کوفی رح (۳۵) امام عاصم کوفی رح (۳۶) سلمی رح، زر رح و سعد شیبانی رح (۳۷) عثمان رض۔ علی رض۔ ابن مسعود رض، ابی رض۔ زید بن ثابت رض (۳۸) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۳۹) حضرت جبرئیل ع (۴۰) لوح محفوظ اور وہاں حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ کے فیض سے آیا۔

علم تجوید

قرآن وحدیث، اجماع وقیاس اور اقوالِ ائمہ کی روشنی میں

آیات ۱۔ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ (بقرہ پ ۱ ع ۱۴)

ترجمہ۔ جن لوگوں کو ہم نے کتاب عنایت کی۔ وہ اس کو ایسا پڑھتے ہیں جیسا اس کے پڑھنے کا حق ہے۔

تفسیر۔ (۱) ابن مسعود رض فرماتے ہیں۔ کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ قرآن کی تلاوت کا حق یہ ہے۔ کہ اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانے (یعنی عقیدہ درست رکھے) اور اس کو اسی طرح صحیح صحیح پڑھے۔ جس طرح حق تعالیٰ نے اسے نازل کیا ہے (اغاثۃ السنن) (۲) علامہ غزالی رح فرماتے ہیں کہ حق تلاوت یہ ہے کہ تلاوت میں زبان وعقل اور دل تینوں شریک ہوں۔ پس زبان کا حصہ حروف کی تصحیح۔ عقل کا حصہ معانی و مطالب کی تفسیر اور دل کا حصہ اطاعت ونصیحت پذیری۔ اثر گیری اور خوفِ خداوندی ہے (نہایۃ القول المفید)

۲۔ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا (مزمل پ ۲۹ ع ۱۲) ترجمہ۔ آپ قرآن کو صاف صاف اور ٹھیر ٹھیر کر خوب صحیح پڑھیے۔ تفسیر۔ (۱) خوب سنوار کر پڑھیں (بیضاوی رح)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲) حروف کی عمدگی کا اور اوقاف و مبادی کے قواعد و مقامات کا پورا پورا خیال رکھیں (علی)
(۳) قرآن کو خوب واضح کر کے پڑھو (ابن عباسؓ) (۴) قرآن کے ایک ایک حرف کو صاف صاف پڑھو (ضحاکؒ) (۵) قرآن کو خوب طمانیت اور تسلی سے پڑھو (مجاہدؒ) (۶) ترتیل سات چیزوں کی رعایت رکھنے کو کہتے ہیں۔ ہر حرف کو اس کے مخرج سے ادا کرنا۔ وقف و ابتداء کا لحاظ رکھنا۔ تینوں حرکتوں کو صاف ادا کرنا۔ آواز کا قدرے بلند کرنا۔ آواز کا عمدہ بنانا۔ تشدید و مد کا خیال رکھنا۔ ترہیب کی آیتوں پر دعا و استغفار۔ اور ترغیب کی آیتوں پر سوالِ جنت کرنا (شاہ عبدالعزیز دہلویؒ) (۷) قرآن حمید کو اطمینان و سکون اور تامل و تفکر سے پڑھیے۔ اور مرقق حرف کی ترقیق۔ مفخم کی تفخیم، مقصور کے قصر، ممدود کے مد۔ ان تمام امور کا اور اسی طرح باقی تمام صفات و قواعد اور اصول و ضوابط کا لحاظ کر کے زبان سے صحیح تلاوت پر ریاضت و مداومت اور تکرار و مزاولت رکھیں (البعض العلماء)

سوال :۔ یہ بات تو معلوم و واضح اور بدیہی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تلاوت میں تجوید و ترتیل اور تصحیح و تحسین کا لحاظ رکھتے تھے پھر آپ کو ترتیل سے پڑھنے کا حکم کرنا کیا معنیٰ رکھتا ہے؟ جواب :۔ یہ خطاب بظاہر تو نبی علیہ السلام کو ہے لیکن حقیقت میں اس سے مقصود اوروں کو تعلیم دینا ہے فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ (پس آپ نہ ہوں شک کرنیوالوں میں سے) اور فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ (پس آپ سیدھے چلے جائیں جیسا کہ آپ کو حکم دیا گیا ہے) اور ان کے علاوہ دوسرے خطابات کی طرح (نہایۃ القول المفید)

(۸) اس آیت میں حق سبحانہ و تعالیٰ نے محض فعل کے امر پر اقتصار نہیں فرمایا۔ بلکہ اس کو مصدر کے ذریعہ مؤکد و مضبوط بھی کر دیا۔ تاکہ اس کی شان کا اہتمام و احترام ظاہر ہو و نیز اس کے ثواب میں ترغیب ہو۔ پھر وہ قرآن کے تدبر و تفہم میں ممد و معاون ہو۔

بھی إِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا (بے شک ہم نے اس کو قرآن عربی بنایا ہے) أَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا (ہم نے اس کو حکم عربی بنا کر اتارا ہے) وَهٰذَا لِسَانٌ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَرَبِیٌّ مُّبِیْنٌ (اور یہ صاف خالص عربی زبان ہے) قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا غَیْرَ ذِیْ عِوَجٍ (یہ قرآن عربی ہے۔ جس میں کوئی عیب و اختلاف نہیں) اور ان کے علاوہ وہ تمام آیات جن میں قرآن کے عربی ہونے کا ذکر ہے۔ پس چونکہ قرآن عربی لغت میں نازل ہوا ہے اس لئے اس میں عربی زبان کے تمام قواعد و ضوابط (اخفاء، ادغام، مد و قصر، پری و باریکی وغیرہ) کی رعایت لازمی ہے۔ نیز حرکتوں کو معروف و سلیس اور فصیح و لطیف ادا کرنا بھی ضروری ہے تاکہ قرآن مجید عربیت سے خارج نہ ہو سکے وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ۝ (فرقان۔ پ ۱۹ ع ۳)

ترجمہ:- اور کہا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اے میرے رب میری قوم نے ٹھہرایا اس قرآن کو جھک جھک (ترک در ترک) تفسیر: آیت میں اگرچہ مذکور کافروں کا ہے۔ تاہم قرآن کی تصدیق نہ کرنا، اس میں تدبر نہ کرنا، اس پر عمل نہ کرنا، اس کی تلاوت نہ کرنا، اس کی تصحیح قراءت کیطرف توجہ نہ کرنا۔ اس سے اعراض کر کے دوسری لغویات یا حقیر چیزوں کیطرف متوجہ ہونا سب صورتیں درجہ بدرجہ "ہجران قرآن" کے تحت داخل ہو سکتی ہیں (فوائد قرآن۔ از مولانا شبیر احمد عثمانی علیہ رحمۃ الباری)

احادیث

(۱) حق تعالیٰ کو یہ بات مرغوب و محبوب ہے کہ قرآن کو اسی طرح پڑھا جائے۔ جس طرح وہ نازل کیا گیا ہے (یعنی صحیح اور مجود) (ابن خزیمہ فی صحیحہ عن زید بن ثابت رضی) (۲) بہت سے لوگ قرآن کی تلاوت اس حالت میں کرتے ہیں کہ قرآن ان پر لعنت کرتا جاتا ہے: اس بناء پر کہ وہ اس کے حروف و الفاظ کی ادائیگی یا اس کے معانی کی تفسیر یا اس کے احکام و اوامر پر عمل کرنے میں خلل پیدا کرتے ہیں۔ پس اس میں تین طرح کے لوگ داخل ہیں۔ بے عمل، محرف یا۔ لحان (غلط خواں) (شرح جزریہ) (۳) نبی علیہ السلام نے ایک شخص کو قرآن پڑھتے ہوئے سنا۔ اس نے تلاوت میں کسی جگہ لحن اور غلطی کی۔ آپ نے صحابۂ کرام رضی کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھائی کو صحیح بتا دو۔ (اشاعۃ السنن عن ابی الدرداء رض) ۴ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار صبح کی نماز میں سورہ ق پڑھی۔ اور لفظ "نضید" پر مد (عارض) کیا۔ (فتح الباری عن قطبۃ بن مالک رض) ۵ جس نے جان بوجھ کر قرآن میں کوئی حرف زیادہ کیا یا اس کا کوئی حرف کم کیا۔ یا اس کے کسی حرف کو دوسرے حرف سے بدلا اس نے کفر کیا (جعبری)

۶ قرآن کو اپنی طبیعت و جبلت اور فطرت کے تقاضے سے خالص اور فصیح) عربوں کے لحون واصوات (عربی فصیح اور صحیح قواعد و اصول اور آوازوں) کے موافق تلاوت کرو، اور اہل فسق اور اہل کبائر کے لحون سے بچو۔ کیونکہ میرے بعد عنقریب ہی ایسی قومیں آئیں گی جو قرآن کو گانے، رہبانیت اور نوحہ کی طرح گھما گھما کر (اور مخصوص فنی نغموں اور راگوں کے مطابق) پڑھیں گی۔ قرآن ان کے حلقوموں اور حلقوں سے نیچے (دل اور روح کی طرف) نہیں اترے گا۔ ان کے دل بھی فتنہ میں مبتلا ہوں گے، اور اسی طرح ان لوگوں کے دل بھی جن کو ان کی حالت و شان عمدہ و اچھی معلوم ہوتی ہو گی۔ (یعنی ایسے لوگوں کے دل رحمت خداوندی سے اور اس کی طرف پہنچانے والے راستہ سے پھرے ہوئے ہوں گے) (رواہ مالک فی موطئہ والنسائی فی سننہ۔ والطبرانی فی الاوسط والبیہقی فی شعب الایمان عن حذیفۃ رض)

۷ اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تجوید کے خلاف پڑھنے والے کو "فاسق" کا لقب دیا۔ (شیخ برہان الدین قلقیلی رح فی شرح المقدمۃ)

۸ یعلیٰ بن مملک رض نے ام سلمہ رض (زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سے آپ کی تلاوت کے متعلق دریافت کیا، تو ام سلمہ رض نے جواب دیا۔ کہ آپ بڑی وضاحت سے ایک ایک حرف کو نمایاں کر کر کے پڑھتے تھے (ابوداؤد والترمذی والنسائی)

۹ حق تعالیٰ تین آدمیوں کی بہت زیادہ تعظیم و تکریم فرمائیں گے۔ ایک بوڑھے مسلمان کی دوسرے اس حافظ قرآن کی۔ جو اس (قرآن) میں نہ تو غلو و مبالغہ کرے، اور نہ اس سے جفا و علیحدگی اور کنارہ کشی اختیار کرے۔ تیسرے منصف بادشاہ کی (ابوداؤد والبیہقی فی الشعب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عن ابی موسیٰ رضؓ) ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں۔ کہ "غلو نہ کرنے والے" سے مراد وہ شخص ہے جو لفظ اور معنیٰ دونوں میں حد سے تجاوز نہ کرے۔ پس مندرجہ ذیل چار قسم کے لوگ غالی اور مجاوز (غلو و مبالغہ اور تجاوز کرنے والے) کہلائیں گے (۱) قرآن میں وسوسہ ڈالنے والے (۲) اس میں شک و شبہ کرنے والے (۳) ریاکار لوگ (۴) وہ جو قرآن کے لفظ اور معنیٰ دونوں میں خیانت کا ارتکاب کرتے ہیں۔ لفظ میں تو اس طرح کہ اس کی تحریف کے مرتکب ہوں۔ جیسا کہ اکثر عامۃ الناس بلکہ بہت سے علماء بھی اس میں مبتلا ہیں۔ اور معنیٰ میں اس طرح کہ اس میں غلط اور باطل اور بے بنیاد تاویلات کریں۔ جیسا کہ تمام بدعتی لوگ اس میں مبتلا ہیں۔ اور "قرآن سے جفا اور بے اختیار نہ کرنے والے" سے مراد وہ شخص ہے جو قرآن کی تلاوت، اس کی قراءت کے احکام و تجوید، اس کے معانی کے اتقان و درستی و تدبر پر عمل کرنے سے تباعد و اعراض اور بے توجہی نہ برتتا ہو (مرقاۃ)

۱۰ جو شخص اس بات کو پسند کرے کہ قرآن مجید کو بالکل تر و تازہ اور صحیح و عمدہ لہجہ کی حالت میں اسی طرح تلاوت کرے، جس طرح وہ اترا ہے تو وہ اس کو ابن ام عبد یعنی ابن مسعودؓ کی قراءت کے موافق تلاوت کرے کیوں کہ آپ کو قرآن کریم کی تجوید و تحقیق اور ترتیل سے بہرہ وافر عطا ہوا تھا (اعلاء السنن)

۱۱ ابن مسعودؓ ایک شخص کو قرآن پڑھا رہے تھے۔ اس نے اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ کو مد کے بغیر پڑھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ مجھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح نہیں پڑھایا۔ اس نے کہا، اے ابو عبد الرحمٰن! (یہ ابن مسعودؓ کی کنیت ہے) پھر آپ کو حضورؐ نے کس طرح پڑھایا۔؟ تو آپ نے یہی آیت پڑھی اور لِلْفُقَرَآءِ پر مد کیا (طبرانی فی معجمہ الکبیر عن مسعود بن یزید الکندیؓ) یہ حدیث جلیل القدر اور اس باب میں حجت و نص ہے اور اس کے ناقلین بھی ثقہ اور معتبر ہیں۔ (علامہ جزریؒ)

۱۲ قرآن مجید کو تجوید و عمدگی سے پڑھو (اتقان عن ابن مسعودؓ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اجماعِ امت

۱۔ تجوید کی فرضیت پر تمام ائمہ کا اتفاق ہے۔ اور اس میں کسی کا بھی خلاف و نزاع نہیں (نشر کبیر ج ۱)

۲۔ امتِ معصومہ عن الخطا (وہ امت جو غلطی سے محفوظ و مصئون ہے اس) نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک سے لے کر ہمارے اس زمانہ تک اس بات پر اجماع کیا کہ تجوید واجب ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ اور یہ (اجماع) نہایت قوی دلیلوں میں سے ہے (نہایۃ القول المفید للشیخ محمد مکی نصر رح)

۳۔ اس میں کسی کا نزاع نہیں کہ تجوید کے قواعد کا جاننا فرض کفائی ہے۔ اور ان کے موافق عمل کرنا ہر قاری مکلف پر فرض عین ہے گو نفس تلاوت مسنون و مستحب ہے۔ نہ کہ فرض و واجب (المنح الفکریہ) اس کی مثال نفل و سنت نماز کی سی ہے کہ گو وہ فی نفسہ فرض و واجب نہیں، لیکن شروع کرنے کے بعد قیام و قراءت، رکوع و سجود وغیرہ ارکان فرض نماز کی طرح ان میں بھی فرض ہو جاتے ہیں۔

۴۔ علامہ جزری رح، ابو عبد اللہ نصر بن شیرازی رح۔ فخر رازی رح، جلال الدین سیوطی رح، خطیب احمد قسطلانی رح، علامہ نویری رح، مکی بن ابی طالب رح، ابو عمرو دانی رح اور ان کے علاوہ تمام محققین شیوخ و ائمہ کے یہاں بالاتفاق تجوید کے موافق تلاوت کرنا ہر مکلف پر فرض عین ہے۔

قیاس

۱۔ قرآن عربی ہے۔ اور تجوید کے قواعد کی مخالفت سے بعض دفعہ عجمی بن جاتا ہے مثلاً ضاد کی جگہ ڈال۔ یا حرکتوں کو مجہول و ناقص ادا کرنا۔ اس بناء پر قواعدِ تجوید کی رعایت لابدی امر ہے۔

۲۔ قرآن، لفظ اور معنیٰ دونوں کے مجموعہ کا نام ہے پس امت محمدیہ جس طرح قرآن کے صحیح معانی کے سمجھنے اور اس کی حدود کے قائم کرنے کی مکلف ہے۔ اسی طرح اس کے الفاظ و حروف کی تصحیح کی بھی مامور ہے اس طریق پر جس کو قراءت و اداء کے ائمہ نے بارگاہ نبوت سے حاصل کر کے طبقہ در طبقہ ہم تک پہنچایا ہے پس قرآن مجید کو عجم کی فاسد و قبیح اور تقطیعی ادا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے موافق ادا کرنا ہرگز درست نہیں۔

۳ قرآن دستورِ خداوندی ہے، اور دستور میں جس طرح مطالب و مفاہیم پر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے اسی طرح زبان کے محاورہ اور لغت کے قاعدہ کے موافق اس کا صحیح اور با فہم تلفظ بھی لازمی ہوتا ہے نیز غلط پڑھنا گستاخی کا مرادف (ہم معنیٰ) کہلاتا ہے۔

۴ تجوید کی رعایت سے تلاوت میں زینت و خوبصورتی پیدا ہو جاتی ہے اور اداء و قراءت میں رونق آجاتی ہے پس عاقل کے لئے کسی طرح بھی زیبا نہیں کہ اُس علم کو ترک کر دے جس سے کلام الٰہی کی تلاوت کی خوبیوں کو چار چاند لگ جاتے ہیں۔

اقوالِ ائمہ و علماء

۱ حق تعالیٰ نے قرآن کو ترتیل سے پڑھنے کا حکم دیا ہے اور لوگوں پر اس کو واجب کر دیا ہے (ملا جیون صاحبِ تفسیر احمدی و استاذ عالمگیر) ۲ جزریہ میں ہے "جو قرآن کو تجوید سے نہ پڑھے وہ گنہگار ہے" اس سے نکل آیا کہ تجوید کا ترک حرام ہے کیونکہ حرام وہ فعل ہے جس کے کرنے پر عذاب ہوتا ہے اور اس کے ترک پر ثواب ملتا ہے اور علماء نے تجوید کے واجب ہونے کی دلیل یہ بیان کی ہے کہ قرآن مجید تجوید ہی کی صفت کے ساتھ نازل ہوا ہے پس جو تلاوت تجوید کے خلاف ہوگی۔ وہ قرآن کی تلاوت نہ ہوگی کیونکہ قرآن تو تجوید ہی کے ساتھ اترا ہے (درۃ الفرید۔ شرح مقدمہ جزریہ للشیخ عبد الحق الدہلوی ؒ)

۳ یہ بھی فرض عین ہے کہ قرآن کے حروف کا جو حصہ نماز سے باہر بھی پڑھے اس کو بھی جہاں تک ہو سکے۔ صحیح طور پر پڑھے پس حروف کی تجوید کا خیال رکھے۔ کہ ان کو ان کے مخارج سے نکالے اور ان کی صفات کو ادا کرے۔ اور حرکات کو بھی صحیح کرنے کی کوشش کرے اور جو حروف کے صحیح ادا کرنے پر قادر نہ ہو اس پر فرض ہے کہ رات کی ساعتوں اور دن کے حصوں میں (یعنی اکثر اوقات) حروف کے صحیح کرنے میں محنت کرتا رہے پس اگر کسی کو کوشش کے باوجود بھی حروف کی درستی میسر نہ آئے تو وہ اس بارہ میں معذور رہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ کیوں کہ اس نے اپنی طاقت بھر کوشش خرچ کر ڈالی۔ (قطب الارشاد مولانا فقیر اللہؒ جو مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھویؒ کے شاگرد ہیں)

۴۔ علم تجوید بس سے کہ تصحیح حروف کی ہو جائے۔ جس سے معانی قرآن کے نہ بگڑیں، یہ فرض عین ہے مگر عاجز (بحکم محقق شیخ و ماہر و کامل قاری) معذور ہے۔ اور اس سے زیادہ علم قراءت و تجوید فرض کفایہ ہے (فتاوی رشیدیہ۔ حضرت گنگوہیؒ)

۵۔ اگر کوئی قرآن کا معلم ہو۔ اور تجوید کے خلاف پڑھاتا ہو۔ یا اجرت لے کر قرآن غلط ختم کرے۔ تو یہ دونوں تنخواہ اور اجرت کے حقدار نہیں (علامہ جزریؒ)

۶۔ اگر کوئی تجوید کے خلاف قرآن پڑھے۔ اور دوسرا آدمی سن کر قسم اٹھالے کہ یہ قرآن مجید نہیں پڑھ رہا ہے تو اس کی یہ قسم جھوٹی نہ ہوگی (علامہ جزریؒ)

۷۔ قرآن کو تجوید سے پڑھنا نماز کی طرح فرض عین ہے اور اس کا منکر کافر اور غیر منکر و غیر عامل فاسق و فاجر ہے (ابو الحسن القلانسیؒ)

۸۔ بس ضروری ہے کہ سعادت مند شخص اس قرآن کے حاصل کرنے میں حرص اور کوشش کرے اور اس کو ترتیل و تصحیح کے موافق پڑھنے سے ہرگز تنگدل نہ ہو۔ اور قرآن مجید کو تحقیق و حدر اور تدویر کے ساتھ عمدہ آواز سے عرب کے لحون و اصول کے موافق ترتیل اور عربی آواز کے ساتھ تصحیح کیا ہوا ہونے کی حالت میں پڑھا جائے (طیبۃ النشر للجزریؒ)

۹۔ بس جو شخص کلام اللہ کو صحیح و عربی اور تصحیح تلفظ و ادا کے موافق درست اور عمدہ طریق پر ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہے لیکن اس کے باوجود وہ اپنی بے نیازی، خود مختاری، مطلق العنانی، خود غرضی اور اپنے حفظ و ضبط پر اعتماد کرتے ہوئے اور (ایسے) عالم کی طرف رجوع کرنے سے استکبار و استنکاف (تکبر و غرور اور حیا و شرم) کرتے ہوئے (جو اس کو قرآن کے صحیح تلفظ پر واقفیت بخشے) اُس تلفظ کی طرف عدول و انتقال کرتا ہے۔ جو فاسد، غلط عجمیانہ و عامیانہ اور قبیح و بدنما ہے، سو ایسا شخص بلاشبہ کوتاہ و قصور وار، گنہگار اور

16931

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتاب اللہ کے متعلق بددیانت وجعلساز اور خائن ہے (نشر کبیر ج ۱)

عنبر ۱۰: تجوید (تلاوت کا) مستقل فرض ہے کہ نماز میں پڑھے خواہ باہر، ہر حال میں تجوید سے پڑھنا ضروری ہے (قطب الارشاد)

منکرین تجوید کے چند شبہات اور ان کے جوابات

شبہ عنبر ۱: شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مخارج وصفات وغیرہ کو مخترع اور بدعت کہا ہے چنانچہ آپ مصفّیٰ شرح مؤطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ (ص ۱۰۴ - ج ۱) میں فرماتے ہیں "کہ یہ بات کسی روایت سے بھی ثابت نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے مخارج وصفات وغیرہ کو ضبط کیا ہو باوجودیکہ اس وقت عجمی اور دیہاتی لوگ بھی اسلام میں داخل ہو چکے تھے"

جواب: اس عبارت کا مطلب یہ نہیں کہ مخارج وصفات پر عمل کرنا ضروری نہیں کیونکہ فقہ میں نماز کے جتنے فرائض اور واجبات بیان کئے گئے ہیں۔ اور اسی طرح روزہ اور زکوٰۃ و حج کے جن فرائض کا ذکر آیا ہے ان سب کو بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کسی ایک جگہ ضبط نہیں کیا ہے۔ بلکہ فقہاء اور مجتہدین نے اپنی کوششوں اور محنتوں کے ذریعہ ان سب فرائض و واجبات کو احادیث میں سے تلاش کرکے یکجا جمع کر دیا ہے تاکہ عمل کرنیوالوں کو سہولت میسر آجائے فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ۔ پس جس طرح نماز و روزہ وغیرہ کے فرائض و واجبات ضبط نہ ہونیکے باوجود ایسے ہیں کہ ان پر عمل کرنا ضروری ہے اور ان کے بغیر نماز و روزہ اور زکوٰۃ و حج کی درستی وجود میں نہیں آسکتی اسی طرح مخارج وصفات بھی خیر القرون میں ضبط نہ کئے جانے کے باوجود ایسے ہیں کہ ان پر عمل کئے بغیر قرآن پاک کے حروف کی درستی ممکن نہیں اور کیا کوئی صاحب یہ کہنے کی جرأت کر سکتے ہیں کہ نحوی اور صرفی قواعد بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ نے ضبط نہیں کئے تھے۔ اس لئے ان پر بھی عمل کرنا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ ہر تلاوت کرنے والے کو اختیار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ جس طرح اس کا جی چاہے اعراب و حرکات کی رعایت کیے بغیر کلمات کا تلفظ کرے اور مثلاً وَالَّذِیْنَ کی بجائے وَالَّذِیْنَ، وَالَّذِیْنِ، وَالَّذِیْنِ پڑھ لے نیز مثلاً اَلْحَمْدُ کے دال پر اور اسی طرح اٰیٰتٌ کے کاف پر جو حرکت پڑھنے کو جی چاہے۔ آزادی سے وہی حرکت ادا کرلے۔ پس جس طرح نحوی اور صرفی قواعد ضبط ہو جانے سے حرکات کا صحیح صحیح ادا کرنا آسان ہو گیا۔ اور اس فرض کے ادا کرنے میں کوئی دشواری نہیں رہی۔ بعینہٖ اسی طرح مخارج و صفات کے ضبط ہو جانے سے۔ گو ان کا یہ ضبط خیر القرون کے بعد وجود میں آیا ہے حروفِ قرآنی کو صحت اور درستی سے ادا کرنے میں آسانی میسر آگئی ہے۔ پس امت پر خصوصاً قرآن کی تلاوت کرنے والوں پر واجب ہے کہ نحو و صرف کے ائمہ کے اور اسی طرح قراء کے اس احسان کی قدر کریں۔ اور ان کو دعائیں دیں کیونکہ ان کی وجہ سے احکام پر عمل کرنے اور تلاوت کے صحت اور درستی کے ساتھ ادا کرنے میں آسانی میسر آگئی ہے (واللہ اعلم)

شبہ ۲: حدیث میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم قرآن پڑھ رہے تھے۔ اور ہم میں دیہاتی لوگ تھے۔ اور ایسے بھی جو عرب نہ تھے۔ آپ نے سن کر فرمایا۔ پڑھتے رہو۔ سب اچھے ہو، اور عنقریب ایسی قوم آئے گی۔ جو قرآن کو اس طرح سیدھا کر کے پڑھے گی جس طرح تیر سیدھا کیا جاتا ہے۔ وہ لوگ قرآن کے بدلہ کو جلدی (دنیا میں) طلب کریں گے۔ اور آخرت پر موقوف نہ رکھیں گے۔ (ابوداؤد، بیہقی، فضائل القرآن لابن کثیر، مشکوٰۃ المصابیح) پس اس حدیث سے بھی یہ نکلتا ہے کہ قرآنی الفاظ و حروف کی صحت و درستی ہم پر لازم نہیں، بلکہ قرآن کی تجوید و تصحیح تکلف اور بناوٹ اور ناقابلِ اعتبار ہے۔

جواب: (الف) حق تعالیٰ شانہٗ کے ارشاد عالی وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا وغیرہ کی رو سے اتنی مقدار میں تجوید کا حاصل کرنا اور اس کا سیکھنا فرض ہے جس سے حروف اپنے تلفظ میں جدا اور ممتاز ہو جائیں اور ہر ایک حرف کی آواز دوسرے حرف سے بالکل علیحدہ اور جدا ہو جائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو جائے۔ اور حروف نہ تو عربی ہی کے دوسرے حروف سے بدلیں (مثلاً دال و طا۔ تا نہ بن جائیں۔ اور اسی طرح تا طا نہ ہو جائے۔ اور زا، ذال اور ذال، زا نہ بنے۔ اور ظا بھی ذال اور زا سے نہ بدلے۔ اور ثا، سین نہ بن جائے، اور سین، صاد اور صاد، سین نہ ہو جائے) اور نہ عربی حروف عجمی حروف سے بدل جائیں (مثلاً جیم، چ بن جائے یا دال، ڈال ہو جائے) رہی یہ بات کہ تجوید کی مشق اتنی مقدار میں ہو کہ حروف میں لطافت و عمدگی اور نفاست پیدا ہو جائے۔ سو یہ درجہ تجوید کا واجب و فرض نہیں۔ ہاں موجب زیادت اجر ضرور ہے۔ پس مذکورہ روایت میں جو فکلٌ حَسَنٌ (سب اچھے ہو) ہے وہ بظاہر اسی طرف مشیر ہے کہ وہ حضرات تجوید کا پہلا درجہ جو فرض ہے۔ اس پر عمل کر رہے تھے۔ اور ان کی تلاوت فرض والے درجہ کے خلاف ہرگز نہ تھی۔ کیونکہ اگر ان کی تلاوت ایسی ہوتی جس سے حروف عربی کے دوسرے حروف سے یا عجمی حروف سے بدلے ہوئے نظر آتے۔ تو ظاہر ہے کہ یہ تلاوت وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا۔ وغیرہ نصوص قرآنیہ کے صراحۃً خلاف ہوتی۔ اور اس مخالفت کو آپ قطعاً برداشت نہ فرماتے۔ بلکہ یہ ارشاد فرماتے کہ تمہارے فلاں فلاں حروف صحیح نہیں ہیں، اس لئے کوشش کر کے ان کی درستی کر لو۔ (ب) نیز دوسرا احتمال یہ بھی ہے کہ وہ زمانہ اسلام کے ابتداء کا تھا۔ اور اس وقت لوگوں کے دلوں کی تالیف ضروری و مطلوب تھی، تاکہ وہ دین کو مشکل سمجھ کر اسے چھوڑ نہ دیں۔ اس لئے آپ نے یہ فرمایا۔ کہ سب کی تلاوت اچھی ہے۔ پھر جب اسلام اور ایمان مومنین کے رگ و پے میں بس گیا۔ اور رگ رگ میں سما گیا۔ تو پھر دوسرے ارشادات میں تجوید کے ضروری ہونے کی طرف متوجہ فرما دیا۔ چنانچہ اہل السنن میں تجوید کے وجوب کے باب میں ایک حدیث ہے۔ جس میں یہ ہے کہ ایک صحابی غلط پڑھ رہے تھے۔ اس پر آپ نے دوسرے صحابہ رضی سے فرمایا۔ اَرْشِدُوْا اَخَاکُمْ (تم اپنے بھائی کو پڑھنے کا درست اور صحیح طریقہ بتلا دو) اور اسی مذکورہ روایت کے اخیر میں جو جملہ آیا ہے۔ وَسَيَأْتِي قَوْمٌ يُقِيمُونَهُ كَمَا يُقَامُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْقِدْحُ يَتَعَجَّلُوْنَهُ وَلَا يَتَأَجَّلُوْنَ ۔ (اور عنقریب ایسی قوم آئیگی جو قرآن کو اس طرح سیدھا کرکے پڑھے گی جس طرح تیر سیدھا کیا جاتا ہے ۔ وہ لوگ قرآن کے بدلہ کو جلدی (دنیا میں) طلب کریں گے ۔ اور آخرت پر موقوف نہ رکھیں گے)

(الف) : اس میں اس پر تنبیہ ہے ۔ کہ حروف کی خوبصورتی اور درستی کو اصل مقصود بنا کر تلاوت میں تدبر و تفکر سے غافل ہونا بڑے نقصان کی بات ہے ، بلکہ بقدرِ صحت تجوید کی تکمیل کے بعد اصل مقصود کی طرف بھی متوجہ ہونا نہایت ضروری ہے ۔ اور وہ یہ ہے کہ قرآن پاک کی تلاوت پورے غور و فکر سے کی جائے ۔ یہ نہ ہو کہ مخارج وصفات میں الجھ کر رہ جائے ۔ اور الفاظ کی ظاہری صورت و تلاوت ہی پر اکتفا کرلے چنانچہ کَمَا یُقَامُ الْقِدْحُ (جیسا کہ تیر سیدھا کیا جاتا ہے) سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ درستی میں ایسی کوشش کریں گے ، جیسی تیر کے سیدھا کرنے میں کی جاتی ہے اور اس سے مقصود دنیا ہی ہو گی ۔ اور (ریاء و مبالغہ کی وجہ سے) وہ تلاوت آخرت کے ثواب اور مراتب قرب کی نیت سے یکسر خالی ہو گی (نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْحَالَةِ الرَّدِيَّةِ الْمُهْلِكَةِ)

(ب) : اور یُقِیْمُوْنَهُ کَمَا یُقَامُ الْقِدْحُ کے دوسرے معنی یہ بھی ہیں ۔ کہ مخارج وصفاتِ لازمہ جن کا ادا کرنا حروف میں امتیاز اور جدائی پیدا کرنے کے لئے از بس ضروری ہے ۔ اس کی طرف تو توجہ نہیں کریں گے ۔ بلکہ ان کو چھوڑ کر صفاتِ عارضہ اور محسنہ اور مزینہ کو اصل مقصود بنا لیں گے ۔ انتہی حدیث مذکور کے متعلق حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت (جو حیات المسلمین میں ہے) ملاحظہ ہو ۔ "حضرت جابرؓ سے روایت ہے ۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے ۔ اور ہم قرآن پڑھ رہے تھے ۔ اور ہم میں دیہاتی لوگ تھے ۔ اور ایسے بھی تھے جو عرب نہ تھے (مطلب یہ کہ ایسے لوگ بھی تھے جو بہت اچھا قرآن نہ پڑھ سکتے تھے ۔ کیونکہ دیہاتیوں کی تعلیم کم ہوتی ہے اور جو عرب نہیں ان کی زبان عربی پڑھنے میں زیادہ صاف نہیں ہوتی) آپ نے فرمایا ۔ پڑھتے رہو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سب خاصے ہیں (ابوداؤد وبیہقی) یعنی اگر اچھا نہ پڑھ سکو تو دل تھوڑا نہ کرو۔ اور اچھا پڑھنے والے ان کو حقیر نہ سمجھیں، اللہ تعالیٰ دل کو دیکھتا ہے) اھ۔ اور مفید القاری (مولفہ آغا محمد علی عرف محمد عبدالمنان بن آغا شجاعت جہاں گیر نگری) میں مرقوم ہے۔ "(اور روایت ہے جابرؓ سے کہ کہا۔ نکلے ہم پر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ہم پڑھتے تھے قرآن اور ہم میں تھے گنوار اور عجمی، پس فرمایا پڑھو۔ ہر ایک شخص اچھا پڑھتا ہے۔ اور آوے گی ایک قوم سیدھا کرے گی قرآن کو جیسا سیدھا کیا جاتا ہے تیر۔ جلدی کریں گے بدلے قرآن کے دنیا میں۔ اور نہ رکھیں گے آخرت پر۔ نقل کی یہ ابوداؤد نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں۔ فائدہ: عجمی یعنی سوائے اہل عرب کے۔ فارسی اور رومی اور حبشی، مانند سلمانؓ اور صہیبؓ اور بلالؓ کے تھے اور قراءت ان گنواروں کی اور عجمیوں کی مانند اہلِ عرب کے نہ تھی۔ باوجود اس کے حضرت نے فرمایا۔ کہ تم سب کی قراءت اچھی ہے اور لائق ثواب کے ہے اس لئے کہ اختیار کیا تم نے آخرت کو دنیا پر تم کو نہ آراستہ کرنے زبانوں میں کچھ ضرر نہیں۔ اور تمہارے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے۔ کہ سیدھا کریں گے قرآن کو جیسا سیدھا کیا جاتا ہے تیر۔ یعنی سنواریں گے الفاظ اور کلمات قرآن کو، اور تکلف کریں گے۔ رعایت مخرجوں میں واسطے دکھانے اور سنانے اور فخر وشہرت کے۔ جلدی کریں گے بدلے قرآن کے دنیا میں اور نہ رکھیں گے آخرت پر یعنی دنیا کے فائدے کے لیے پڑھیں گے۔ آخرت کے ثواب سے کچھ غرض نہیں رکھیں گے۔ پس دنیا کو آخرت پر ترجیح دیں گے۔ اور دین کو بدلے دنیا کے بیچیں گے۔ حاصل یہ کہ قرآن کے پڑھنے میں خلوص چاہیے۔ اور فکر کرنا اس کے معنی میں۔ نرے الفاظ مخارج سے نکالنا اور خوش آوازی سے پڑھنا کچھ کام نہیں آتا، حاصل اس حدیث سے یہ ہوا۔ کہ پڑھنے والا عجمی ہو یا عربی سیدھا سیدھا اپنے مخارج سے حرفوں کو ادا کرتے ہوئے بغیر تکلف کے پڑھے۔ اللہ کے واسطے، دنیا کی طمع یا فخر کے واسطے نہ پڑھے۔ تو وہ ثواب پاوے گا)" ۔ اھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور یُقِیْمُوْنَہٗ کَمَا یُقَامُ الْقِدْحُ" کے متعلق حاشیہ مشکوٰۃ میں درج ہے - اَیْ یُبَالِغُوْنَ حُسْنَ الْقِرَآءَۃِ کَمَالَ الْمُبَالَغَۃِ لِاَجْلِ الرِّیَآءِ اَیْ یَطْلُبُوْنَ ثَوَابَہٗ فِی الدُّنْیَا وَلَا یَطْلُبُوْنَہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ - یعنی بعد میں آنیوالے لوگ محض ریاء و سمعہ اور شہرت و فخر کی بناء پر اپنی قراءت میں خوب مبالغہ اور غلو کریں گے اور اس سے ان کا مقصود فقط طلب دنیا وحبِ جاہ ہوگا۔ رہی آخرت سو اُس سے انہیں کوئی سروکار نہ ہوگا

شبہ ۲۲ :- مسفیٰ شرح مؤطا امام مالک میں ہے "اور ایک جماعت نے کہا ہے کہ سورۃ فاتحہ کا وجوب مخارج وتشدیدات اور حروف کی حرکات کی رعایت کے وجوب کی طرف منجر ہوتا ہے اس لئے کہ فاتحہ کا وجوب ان سب امور کو بھی شامل ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ جب تک اتنی شناخت و واقفیت ہو سکے کہ فلاں کلمہ پڑھا جا رہا ہے اس وقت تک تلاوت قطعاً درست ہے اور دلیل ابو داؤد کی یہ حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور وہاں دیہاتی، عجمی اور بہت بوڑھے آدمی سب کے سب قرآن کی تلاوت کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا الحمد للہ! قرآن ایک اور زبانیں مختلف ومتفرق اور متعدد ہیں اور آپ نے اُس قوم کی مذمت و برائی بیان فرمائی۔ جو دنیا کے قصد سے قراءت کی تجوید میں خوب مبالغہ کرے گی" اھ

جواب :- اس عبارت کے معنیٰ ہی یہی ہیں۔ کہ تجوید کے مذکورۂ بالا دو درجوں میں سے صرف پہلا درجہ فرض ہے۔ نہ کہ دوسرا درجہ بھی۔ اور یہ مطلب (اور صحیح یہ ہے الخ) والی عبارت سے بالکل واضح ہے کیونکہ اس میں یہ ہے کہ بس اتنی بات واجب ہے کہ حروف ایک دوسرے سے ممتاز ہو جائیں۔ اور یہ معلوم ہو جائے کہ تلاوت کرنیوالا فلاں حرف ادا کر رہا ہے رہا دوسرا درجہ جو تحسین و تزئین کا ہے۔ سو وہ فرض و واجب نہیں ہے بلکہ مستحب اور موجبِ زیادتِ اجر ہے۔

شبہ ۲۳ :- علامہ غزالیؒ کی "احیاء العلوم" میں ہے "اور ایک دوسرا فرقہ وہ ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس پر یہ وسوسہ غالب ہے کہ وہ سورۂ فاتحہ اور اسی طرح تمام اوراد و وظائف اور اذکار میں اپنی تمام تر توجہ حروف کو ان کے مخارج سے نکالنے تشدیدات کو کامل احتیاط اور پوری توجہ سے ادا کرنے ۔ ضاد اور ظا کے تلفظ میں فرق کرنے اور پوری نماز میں حروف کے مخارج کے صحیح کرنے میں صرف کرتا ہے اور اس کو ان کے سوا کسی چیز کا بھی اہتمام فکر نہیں ہوتا ۔ اور یہ فرقہ قرآن اور اس کے الفاظ کے معنیٰ میں غور و فکر کرنے اور اپنی سمجھ کو اُس کے رموز و اسرار و نکات کی طرف مصروف کرنے سے قطعاً غافل و بے بہرہ ہوتا ہے ۔ اور یہ شیطانی دھوکہ کی بدترین قسموں میں سے ہے کیونکہ قرآن مجید کی تلاوت میں مخلوق پر صرف اتنی بات فرض کی گئی ہے ۔ کہ وہ مخارج حروف کو اسی طرح صحت و درستی اور تحقیق و تجوید کے ساتھ ادا کریں ۔ جس طرح روزمرہ کی گفتگو میں ان کی عادت ہے اور اس فرقہ کی مثال اس شخص کی سی ہے جسے کوئی خط سپرد کر کے یہ حکم دیا جائے کہ اس میں ذرا سی بھی تبدیلی نہ کرنا ۔ اور جس طرح ہم نے تمہارے سپرد کیا ہے بعینہٖ اسی طرح تم بادشاہ کی خدمت میں پہونچا دینا ۔ پھر یہ خط لیجانے والا بادشاہ کے دربار میں پہنچ کر اس خط کو بار بار پڑھتا ہے اور اس کے الفاظ کو ان کے مخارج سے پوری خوبصورتی سے ادا کرنے میں مشغول ہے اور خط کے اصل مقصد سے اور مجلس کے آداب کی رعایت سے بالکل بے خبر ہے اور اس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ بادشاہ کی بارگاہ سے یہی حکم صادر ہوگا ۔ کہ اس کو بے ادبی کی سزا دو اور اسے پاگل خانہ میں بھیج دو ۔ اور اعلان کر دو ۔ کہ یہ بالکل عقل سے کورا اور دیوانہ ہے

جواب :۔ اس عبارت سے بھی اسی تلاوت کی ممانعت نکلتی ہے جس میں پوری توجہ مخارج و صفات اور حرکات و تشدیدات ہی کے ادا کرنے پر صرف کر دی جائے ۔ اور قرآن پاک کے معانی میں غور و فکر قطعاً نہ کیا جائے ۔ کیونکہ قرآن مجید کی تلاوت میں مخلوق پر صرف اتنی بات فرض کی گئی ہے کہ وہ مخارج و صفات کو اسی طرح صحت اور درستی کے ساتھ ادا کریں ۔ جس طرح روزمرہ کی بول چال میں ان کی عادت ہے اور وہ یہ ہے ۔ کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حروف کی درستی اور جدائی کا خیال رکھتے ہیں (مثلاً اَکَلَ جو کھانے کے معنی میں ہے اسے اَخَلَ ہی کہتے ہیں اور عَقَلَ نہیں کہتے جو سمجھ اور دانش کے معنی میں ہے) ایسی طرح تلاوت میں بھی اتنا خیال رکھنا ضروری ہے۔ کہ کلمہ اپنے انہی حروف سے ادا ہو جن سے وہ قرآن میں آرہا ہے یہ نہ ہو کہ بے پرواہی کرکے اس کے حروف کو بدل دے پس جب اتنی رعایت ہوگی تو تلاوت کا ظاہری حق ادا ہو گیا۔ رہا باطنی حق سو وہ اس صورت میں ادا ہوگا۔ کہ تلاوت میں غور و فکر ہی سے کام لیا جائے۔ اور امام ممدوح رح کی اس عبارت کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ مخارج اور صفات سے آزاد ہو کر جس طرح چاہیں تلاوت کریں۔ کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ ان دونوں چیزوں کی رعایت کے بغیر حروف آپس میں ممتاز اور جدا نہیں ہو سکتے۔ بلکہ دوسرے حروف سے بدل جاتے ہیں۔ اور ایسا کرنے سے قرآن قرآن نہیں رہتا۔ پس یہ بات عقل و سمجھ سے بالکل بعید ہے۔ کہ غزالیؒ جیسے جلیل القدر امام امت کو ایسی تعلیم دیں کہ وہ قرآن کو بالکل بیفکر ہو کر پوری آزادی کے ساتھ جس طرح چاہیں پڑھیں۔ اور مخارج اور صفات کی رعایت بالکل نہ کریں۔ اور قرآن کو غیر قرآن بنا دیں۔ حالانکہ یہ بات قرآنی آیات اور حدیثی روایات و نیز عقل و قیاس اور امت کے اجماع و اتفاق چاروں ہی کے مخالف ہے۔ جس کی تفصیل پہلے گذر چکی ہے۔ رہی مثال، سو اس کا مفہوم بھی یہی ہے کہ اس مجنوں کو یہ سزا اس لئے دی جاتی ہے کہ اس نے اپنی پوری توجہ اور محنت و کوشش حروف کی درستی و خوبصورتی میں ہی صرف کر دی اور شاہی دربار کے آداب کا حق ادا نہیں کیا، اور بادشاہ کے درجہ کا لحاظ نہیں رکھا۔ کیونکہ یہ امر بالکل واضح ہے کہ اگر یہی شخص جو بادشاہ کو خط سنا رہا ہے۔ اس خط کے مضمون کو اس طرح پڑھے کہ حروف کی بھی پرواہ نہ کرے اور کچھ کا کچھ پڑھ ڈالے تو اس صورت میں بھی وہ سزا کا مستحق ہوگا اور بادشاہ یہی کہے گا۔ کہ تم نے خط کا مضمون ہی بدل دیا۔ بلکہ اس خط کے بھیجنے والے پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی ناراض ہوگا، کہ تم نے خط ایسے آدمی کے ہاتھ بھیجا۔ جو اس کے حروف بھی ٹھیک ادا نہیں کرسکتا کیا کوئی ایسا آدمی مل ہی نہیں سکتا تھا۔ جو خط کا مضمون صحت و درستی کے ساتھ سنا دیتا۔ و نیز قرآن مجید کو دوسری عبارتوں پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق اور انتہائی ناموزوں بلکہ اس کے ساتھ تمسخر و بے ادبی اور حقارت و گستاخی کا سا معاملہ ہے۔ کیونکہ قرآن تو کلام الٰہی ہے۔ جس کے محض الفاظ کی تلاوت بلا فہم بھی مامور و مقصود اور باعث قرب و ثواب اور عین عبادت و دین ہے اور اس کی صحت و درستی کے بھی ہم قطعاً مکلف ہیں۔ بخلاف دوسری عبارتوں کے۔ کہ ان کے الفاظ کی تلاوت بلا فہم کوئی معنی نہیں رکھتی۔ و نیز ہم ان کی ادائیگی میں صحت لفظی اور عمدگی ادا کے بھی مکلف نہیں۔ فافہم وتامل، خلاصہ یہ ہے کہ تلاوت میں مخارج وصفات کی رعایت تو ضرور ہے۔ ورنہ قرآن کی عبارت دوسری عبارتوں سے بدل جائے گی لیکن پوری توجہ انہی دونوں چیزوں پہ صرف نہ کر ڈالے۔ بلکہ اصلی مقصود کی طرف بھی ضرور متوجہ رہے۔ اور وہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کے خوش کرنے اور ان کا قرب حاصل کرنے کی نیت سے تلاوت کرے اور قرآن کے معانی و مطالب میں تفکر و تامل کرے جیسا کہ لیدبروا آیاتہ (ص ع ۳) میں قرآن کے نزول کا یہی مقصد بیان فرمایا ہے

تتمہ نمبر ۱

ان فقہی مسائل میں جو تجوید و قرآت سے متعلق ہیں

اول:۔ قراءت کی غلطی سے نماز کے جواز و فساد کا حکم

متقدمین احناف کے یہاں نماز کے فاسد ہونے کا مدار معنی کی تبدیلی پر اور متاخرین کے یہاں تمیز کی سہولت و دشواری پر ہے۔ پس متقدمین کے یہاں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قراءت کی غلطی کی سات صورتیں ہیں (۱) اس غلطی سے معنیٰ میں ایسی تبدیلی آجائے کہ اس کے اعتقاد سے کفر لازم آتا ہو۔ یا (۲) ایسی تبدیلی ہو جائے کہ اصلی و غیر مقصودی دونوں معنیٰ میں کسی قسم کی بھی مناسبت متصور نہ ہو۔ جیسے هٰذَا الشَّرَابُ کی جگہ هٰذَا الْغُبَارُ۔ ان دو صورتوں میں ہر حال میں نماز ٹوٹ جائے گی۔ جان بوجھ کر ہو۔ خواہ بھول اور لغزش و خطا سے (۳) یہی صورت وقف و وصل میں ہو تو نماز نہیں ٹوٹے گی جیسے لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ، وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا۔ (۴) معنیٰ کی تبدیلی قریب و مناسب ہو (۵) اعراب و تشدید میں غلطی ہو جائے اور معنیٰ زیادہ نہ بدلیں (۶) کلموں اور آیتوں میں غلطی واقع ہو جائے۔ اور وہ کلمہ یا آیت قرآن میں موجود ہو۔ ان تینوں صورتوں میں نماز فاسد نہیں ہو گی۔ (۷) اعراب و تشدید کی غلطی سے معنیٰ میں ظاہر تبدیلی آجائے۔ اس صورت میں فاسد ہو جائے گی۔ اور قاضی خاں میں ہے کہ مندرجہ ذیل غلطیوں سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور یہ تمام جزئیات متقدمین ؒ کے قول کے موافق ہیں۔ اور وہ یہ ہیں ۱ اَلْمَغْضُوْبِ، هَضِيْمٌ اور فَرَضَ میں ضاد کے بجائے ظا یا ذال ۲ ضَنًّا، تَضْلِيْلٍ، فَتَرْضٰى، مُغْضِبٍ میں ضاد کے بجائے ظا ۳ وَتَلَذُّ، ذَرَاَ میں ذال کے بجائے ضاد یا ظا، ۴ لَاَذْقْنٰكَ، وَذَلَّلْنٰهَا اور فَظًّا میں ضاد ۵ الضَّآلِّيْنَ، بِظَلَّامٍ میں ذال۔ ۶ فَظَلْتَ میں ضاد یا ذال ۷ لَا انْفِصَامَ، خَصِيْمًا، الصَّخْرَةِ، يَخْصِفٰنِ، صُبًّا، بِالصَّبْرِ، وَالصَّيْفِ، مُتَرَبِّصٌ، وَصَمُّوْا ان سب میں صاد کے بجائے سین ۸ سَرَبًا، نَسْيًا، سَوْطَ، قَسْوَرَةٍ، سَدِيْدًا، حُسُوْمًا میں سین کے بجائے صاد ۹ وَكُنْتِ، اَلْمَجِيْدُ، يَدْخُلُوْنَ، اَحَدٌ۔ لَمْ يَلِدْ، وَلَمْ يُوْلَدْ ان میں دال کے بجائے تا ۱۰ تَبْطِشُ، الصِّرَاطَ، اَمْطَرْنَا، فُطِرَتْ، رَبَطْنَا، وَالطُّوْرِ، لُوْطٍ، الْحَطَبِ، طَآئِفَةٌ ان میں طا کے بجائے تا پڑھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور ان صورتوں میں فاسد نہ ہوگی۔ ۱ وَلَا الضَّآلِّیْنَ میں ۲ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ ۳ اِذَا ضَلَلْنَا میں ضاد کے بجائے ظا پڑھ دی۔

اور متاخرین احناف کے یہاں یہ تفصیل ہے۔ کہ ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھ دیا۔ تو اگر اس تبدیلی سے معنیٰ نہ بدلیں۔ جیسے اِنَّ الْمُسْلِمُوْنَ تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ اور معنیٰ بدل جائیں تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر یہ دونوں حرف ایسے ہوں جن میں بدون دشواری کے فرق وجدائی کر سکتے ہوں۔ تو ایسے موقعوں میں تو تبدیلی سے نماز فاسد ہو جائیگی۔ جیسے ضاد کو طا سے بدل کر الصّٰلِحٰتِ کے بجائے اَلطّٰلِحٰتِ پڑھے اور اگر وہ دو حرف ایسے ہوں جن میں مشقت کے بغیر فرق نہ کر سکتے ہوں جیسے ۱ ضاد ذا ۲ صاد سین ۳ طا تا۔ تو وہاں تبدیلی سے اکثر مشائخ کے قول پر نماز فاسد نہیں ہوگی۔ حاصل یہ کہ اگر ابدال سے معنیٰ میں تبدیلی یا بے معنویت لازم آئے۔ اور دونوں حرفوں میں جدائی آسانی سے ہو سکتی ہو تو بالاتفاق۔ اور اگر آسانی سے جدائی نہ ہو سکتی ہو تو صرف متقدمین کے یہاں نماز فاسد ہوگی جیسے الطّٰلِحٰتِ (اتفاقی) اور ضاد کی جگہ ظا یا ذال یا ذال کی جگہ ظا و ضاد وغیرہ (اختلافی) اور اگر تبدیلی و سہولت دونوں نہ ہوں۔ تو بالاتفاق جائز ہے جیسے بِضَنِیْنٍ کی جگہ بِظَنِیْنٍ یا برعکس۔

دوم: تجوید و قراءت کے تین شعبے ہیں (۱) اپنی طاقت اور گنجائش کی حد تک حروف کا صحیح کرنا اور وقف وابتدا کی رعایت رکھنا کہ جس جگہ وقف کرنے سے مراد کے خلاف معنیٰ کا وہم ہوتا ہو وہاں وقف نہ کرے۔ ہاں اگر سانس کے تنگ ہو جانے یا کھانسی وغیرہ کی مجبوری سے ایسے موقع پر وقف کرے تو یہ معاف ہے۔ لیکن احتیاط یہ ہے کہ پھر ایک دو کلمہ اوپر سے لوٹا لے۔ یہ دونوں باتیں (حروف کا صحیح ادا کرنا اور بے موقع وقف نہ کرنا) تو یقیناً ہر شخص پر واجب ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

البتہ جو پوری محنت کے بعد بھی ان دونوں چیزوں پر عمل نہ کر سکے وہ شرعاً معذور ہے اس کو گناہ نہ ہوگا (۲) قراءۃ سبعہ یا عشرہ کے اختلافات کا یاد کرنا یہ تمام امت پر واجب علی الکفایہ ہے۔ اگر بعض حضرات ان کے جاننے والے موجود ہوں یا بعض ایک قراءت کے حافظ ہوں اور بعض دوسری کے تو یہ واجب سب کے ذمہ سے ادا ہو جائے گا۔ ورنہ سب گنہگار ہوں گے۔ (۳) صفات عارضہ ادغام، تفخیم، اظہار، اخفاء وغیرہ کا ادا کرنا یہ مستحب ہے یہ تمام تفصیل فقہ اور قرآت کی کتب کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتی ہے۔

سوم۔ جس جگہ عوام اور ناواقف لوگوں کی کثرت ہو۔ اور قرآت سبعہ وعشرہ کے اختلافات سے لوگ واقف نہ ہوں۔ مناسب یہ ہے کہ وہاں حفص کی روایت کے سوا دوسری وجوہ نہ پڑھی جائیں۔ ورنہ عوام اپنی ناواقفیت کے سبب اعتقادی فتنہ میں مبتلا ہو جائیں گے۔ چنانچہ بعض لوگ کہا کرتے ہیں۔ کہ اور چیزوں میں تو اختلاف تھا ہی۔ ان قاریوں نے قرآن میں بھی اختلاف کر دیا۔ اور یہ قاعدہ شرعیہ آیات واحادیث سے ثابت ہے کہ اگر خواص کے مستحب پر عمل کرنے سے عوام کے حرام میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ ہو جائے تو خواص کے لئے بھی اس پر عمل کرنا منع ہو جاتا ہے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ دوسری قرآت اور روایات تفصیل اور تجوید کی تکمیل کے بعد پڑھائی جائیں۔ نیز قرآت سے محض اللہ کا خوش کرنا مقصود ہو۔ کیونکہ اگر شہرت ونا موری کے لئے قرآت میں محنت کی جائے گی تو دکھلاوے اور ریا کا گناہ الگ ہو گا۔ اور محنت بھی بے فائدہ ہو گی۔ اور یہ عمل نیکی برباد اور گناہ لازم کا مصداق بن جائے گا۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تتمہ نمبر ۲

جمع قرآن و تشکیل قرآءت کی مختصر تاریخ

(الف): قرآن کی کتابت و تدوین کے تین دور ہیں"

پہلا دور نبوی ۔ جب کوئی آیت یا کئی آیتیں یا کوئی سورت نازل ہوتی تھی تو آپ حضرت زید وغیرہ کو بلا کر اس کو لکھوا دیتے تھے۔ اور وہ کسی آیت کو کاغذ کے ٹکڑے پر اور کسی کو ہڈی پر اور کسی آیت کو کھجور وغیرہ کی لکڑی پر اور کسی کو پتھروں کے ٹکڑوں پر اس طرح مختلف چیزوں پر لکھ لیتے تھے اور اس ذریعہ تمام قرآن آپ کے زمانہ ہی میں محفوظ ہو گیا تھا لیکن اصل دارومدار حفظ پر تھا۔ یعنی اکثر صحابہ بغیر دیکھے ہی پڑھتے تھے اور اپنے سینوں میں قرآن کو محفوظ رکھتے تھے۔

پھر دوسری بار حضرت صدیق اکبرؓ کے زمانہ میں جمع کیا گیا۔ جس کا سبب یہ ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسیلمہ کذاب (جھوٹے نبی) نے لوگوں کو گمراہ کرنا شروع کیا۔ اس پر صحابہ نے اس سے جہاد کیا۔ اور کافی جانیں تلف ہونے کے بعد اس کا وقت آ گیا۔ اور وہ مارا گیا۔ اور اس جنگ میں پانچ سو کے قریب قرآن مجید کے حفاظ و قراء شہید ہو گئے اس پر جناب عمرؓ نے صدیق اکبرؓ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ مجھے قراء کے ختم ہو جانے کا اندیشہ ہے اس لئے آپ قرآن کو مختلف چیزوں سے نقل کرا کر ایک جگہ جمع کرا دیجئے۔ فرمایا میں وہ کام کس طرح کروں جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو خود کیا۔ اور نہ اس کے لئے حکم فرمایا۔ اس پر عمرؓ نے فرمایا۔ خدا کی قسم یہ تو بہتر ہی بہتر ہے۔ بدعت قطعاً نہیں ہے۔ اس پر آپ نے زید بن ثابتؓ کو بلایا اور یہ خدمت ان کے سپرد کی۔ موصوف نے بھی پہلے بہت اندیشہ ظاہر کیا۔ پھر شیخینؓ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اصرار پر ہمت کی کمر باندھی۔ اور قرآن اس کے تمام حروف و قرأآت سمیت یکجا جمع کر دیا لیکن اس بار بھی قرآن ایک جلد میں جمع نہیں ہوا۔ بلکہ صحیفوں اور اوراق کی شکل میں محفوظ ہو گیا تھا۔ پھر یہ صحیفے جناب صدیق رضؓ کی وفات تک ان کے پاس رہے۔ پھر عمرؓ کی حفاظت میں آئے۔ اور ان کی وفات کے بعد حضرت حفصہؓ کے پاس رہے پھر تیسری بار عثمانؓ کے زمانہ میں پورا قرآن ایک جلد میں بین الدفتین جمع کیا گیا۔ اس کی صورت یہ ہوئی۔ کہ قرآن کے پڑھنے والے آپس میں اختلاف کرنے لگے۔ اور جو جملے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تفسیر اور مطلب کے طور پر فرمائے تھے۔ بعض نے ان کو بھی قرآن کہنا شروع کر دیا تھا۔ اور ہر ایک یہ کہتا تھا۔ کہ میری قراءت عمدہ تر ہے۔ یہاں تک کہ آذربیجان اور آرمینیہ (۳۰ھ) کا جہاد پیش آیا۔ جس میں حضرت حذیفہؓ بھی شریک تھے۔ جب موصوف نے قرآن کے الفاظ میں اختلاف والی گفتگو سنی۔ تو گھبرائے ہوئے عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ کہ قرآن کی حفاظت کا انتظام کیجئے۔ ورنہ لوگ تورات وانجیل کی طرح اس میں بھی اختلاف پیدا کر دیں گے اور کچھ مضمون اپنے پاس سے بھی شامل کر دیں گے۔ اس پر آپ نے حفصہؓ کے ہاں سے صدیقی عہد کے سب صحیفے منگوائے۔ اور صحابہ کی ایک جماعت کو اس کام پر مقرر کیا کہ پورا قرآن اس دور کے موافق ایک جلد میں نقل کر دیں جو نبی علیہ السلام نے آخری بار جبرئیل سے کیا تھا۔ (اور اس میں زیدؓ بھی حاضر تھے) اور حضرت زیدؓ کو ان سب کا سردار بنا دیا۔ اس پر ان حضرات نے پورے قرآن کے کئی نسخے تیار کئے۔ جو ایک روایت پر پانچ اور دوسری روایت پر آٹھ تھے اور بڑے بڑے شہروں (کوفہ، بصرہ، شام، مکہ، بحرین، یمن) میں ایک ایک نسخہ روانہ فرمایا۔ اور ایک نسخہ مدینہ والوں کو عنایت فرمایا۔ اور ایک جلد خاص اپنی تلاوت کے لئے رکھ لی۔ اور اسی قرآن کو "امام" کہتے ہیں اور حکم بھیج دیا کہ ان قرآنوں کے سوا جو کچھ بھی کسی کے پاس ہے اس کو قیام امن و نظام کی غرض سے جلا دیں۔ اور سب انہی قرآنوں کے موافق پڑھیں۔ اور ان قرآنوں کو صحابہ نے لفظوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور حرکتوں سے خالی رکھا تھا۔ تاکہ ایک ہی قرآن سے وہ سب قراءتیں اور حروف و وجوہ نکل سکیں۔ جو ان حضرات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہونچی تھیں۔ اس وقت سے اجماعِ صحابہ کے سبب یہ بات ضروری قرار دیدی گئی کہ اب جو بھی قرآن پڑھے یا لکھے وہ اس میں ان مصاحف ہی کی متابعت و موافقت کرے پھر بعد میں قرونِ اخیرہ میں نقطے اور حرکتیں لگائی گئیں۔ (ب) : عثمان رضی اللہ عنہ نے لغتِ قریش کے علاوہ باقی تمام لغات کو منسوخ نہیں کر دیا تھا۔ اس لئے کہ روایتِ حفص ہی کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں لغتِ قریش کے سوا بعض اور لغات بھی موجود ہیں (چنانچہ ان کے لئے مَجْرٖیھَا (ہود ۴ ع ۴) میں را اور اس کے بعد والے الف کا امالہ ہے۔ حالانکہ امالہ تمام اہلِ نجد کا لغت ہے اسیطرح فُعُلٌ کے وزن میں عین کا ضمہ حجازی اور سکون تمیمی لغت ہے اور روایتِ حفص میں دونوں ہی لغت موجود ہیں اسی طرح ہمزۂ ساکنہ کی تحقیق تمیمی لغت ہے وغیرہ وغیرہ)، پس معلوم ہوا۔ کہ قریش کے علاوہ باقی سب لغات ہی ختم نہیں کر دئے تھے۔ بلکہ تفسیری الفاظِ مدرجہ کے ساتھ ساتھ ان لغات کو منسوخ کیا تھا جو غیر فصیح تھے۔ اور قریش کے یہاں معتبر نہیں تھے۔ مثلاً ہذیل کے یہاں حَتّٰی کے بجائے عَتّٰی اور اسد کے یہاں تِعْلَمُوْنَ، اِعْهَدْ وغیرہ میں علامتِ مضارع کا کسرہ۔ اور بنو تمیم کے یہاں رُدَّتْ رُدُّوْا میں را کا کسرہ اور غَیْرَ اٰسِنٍ کے بجائے غَیْرِ یَاسِنٍ وغیرہ۔ —

البتہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مصاحف میں رسم الخط (طریق کتابت) قریشی ہی رکھا تھا۔ جس کی چند وجوہ ہیں (۱) چونکہ زمانہ نبی میں وسعت و رخصت اور سہولت و آسانی کے لئے قرآن کو سات لغات میں پڑھنے کی اجازت تھی۔ اور ہر قبیلہ اپنے اپنے لغت میں تلاوت کرتا تھا اس لئے مختلف قبائل کے عوام نے کم علمی کی وجہ سے ایک دوسرے کے لغت کی تردید و تنقیص شروع کر دی تھی (۲) بعض حضرات نے تفسیری جملے والفاظ بھی شاملِ قراءت کر لئے تھے۔ (۳) اسی طرح کچھ لوگوں نے ناواقفیت کی بناء پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منسوخ التلاوۃ آیات بھی اپنی قراءت میں داخل کرلی تھیں (۴) دشمنانِ دین کی کوشش سے قرآن میں کبھی منگھڑت الفاظ و مضامین شامل ہو گئے تھے۔ ان حالات میں حضرت عثمانؓ نے ضروری سمجھا کہ قرآن مجید کے کئی نسخے صرف لغتِ قریش ہی کے رسم الخط کے موافق غیر معرب و غیر منقوط (اعراب اور نقطوں کے بغیر) لکھوا کر معلمین سمیت مختلف اطراف و ممالک میں بھیجے جائیں تاکہ سب لوگ انہی کے موافق تلاوت کریں۔ اور اس طرح نظم و ضبط اور امن قائم ہو جائے۔ اور لغتِ قریش کا رسم الخط اس بنا پر اختیار کیا۔ کہ قرآن کا اکثر و بیشتر حصہ اسی کے موافق اترا تھا۔ نیز قرآن سب سے پہلے اسی لغت کے موافق نازل ہوا تھا پھر آسانی و رخصت کی غرض سے اور لغات میں پڑھنے کی اجازت ہو گئی تھی۔ اور مصاحف کو نقطوں اور حرکتوں سے خالی اس لیے رکھا۔ کہ ایک ہی قرآن سے مختلف لغات و حروفِ سبعہ اور منقول قراءات سب کی سب نقل سکیں۔ پس آپ نے آٹھ مصاحف لکھوائے اور ان میں بعض اختلافی الفاظ و کلماتِ منزلہ کو متفرق طور پر لکھوایا۔ اور یہ مصاحف بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) صحابہ کے اجماع سے لکھے گئے پھر آپ نے ایک جلد خاص اپنی تلاوت کے لئے رکھ لی۔ اور ایک نسخہ اہل مدینہ کو عنایت کیا۔ اور ایک ایک مصحف کوفہ۔ بصرہ۔ شام مکہ۔ بحرین و یمن کی طرف معلمین قراءات سمیت روانہ فرمایا (مدنی مصحف کے معلم زید بن ثابتؓ اور کوفی کے ابو عبدالرحمن سلمیؒ اور بصری کے عامر بن قیسؒ اور شامی کے مغیرہ بن ابی شہابؒ اور مکی کے عبداللہ بن سائبؓ تھے) اور حکم بھیج دیا۔ کہ سب لوگ انہی قرآنوں کے موافق معلمین سے قراءات سیکھیں پس ہر شہر والوں نے اپنے مصحف کے موافق پڑھا۔ اور ہر مصحف کی قراءات کو صحابہ کرامؓ و تابعینؒ سے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا۔ پھر یہ قراء تابعین۔ صحابہ کرامؓ کے جانشین بنے (۵) مدینہ میں گیارہ حضرات۔ ابن مسیبؒ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عروہؒ وغیرہما (۲) مکہ میں چھ حضرات طاؤسؒ، ابن مجاہدؒ وغیرہما (۶) کوفہ میں پندرہ (۱۵) حضرات علقمہؒ، زر بن حبیشؒ وغیرہما (۱۵) بصرہ میں دس حضرات ابوالعالیہؒ قتادہؒ وغیرہما (۱۰) شام میں دو حضرات مغیرہؒ، خلیدؒ۔ پھر تابعین کے بعد ایک بہت بڑا گروہ صرف قرآن اور قراآت کے پڑھنے پڑھانے اور اس کا طریقۂ ادا سیکھنے سکھانے کے لیے فارغ و مخصوص ہو گیا۔ اور انہوں نے قراآت کے ضبط کرنے میں اسقدر سعیِ بلیغ (انتہائی کوشش) اور سرتوڑ محنت کی۔ کہ وہ اس بارہ میں لوگوں کے مقتدا اور شہرۂ آفاق قراء و ائمہ بن گئے (اور "قراءِ عشرہ" کے نام سے موسوم ہوئے) اور قراآت و روایات کی نسبت۔ ترتیب و اختیار۔ لزومِ ہمیشگی شہرت و مہارت اور محنت و خدمت کی بناء پر۔ انہی کی طرف ہونے لگ گئی کیونکہ اس زمانہ میں صدرِ اوّل کی دوری۔ عروجِ علم کے فقدان۔ قلتِ توجہ۔ ضعفِ ہمت طوالتِ اسناد۔ ان اسباب و وجوہ وغیرہ کی بنا پر شدت سے یہ احساس ہو رہا تھا کہ ان حضرات کے بعد اتنے بڑے عالم و ماہر و حاذقِ فن پیدا نہ ہو سکیں گے۔ اس لیے اس وقت کے اربابِ حل و عقد علماء نے فن کی امامت و مشیخت کا عہدہ انہی حضرات کے سپرد کر دیا۔ اور ان صاحبِ اختیار ائمہ نے ان قراآت و روایات کو اپنے پاس سے اختراع نہ کیا تھا۔ بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین سے سینہ بسینہ پہونچی ہوئی غیر منسوخ وجوہ و کیفیات اور لغات و الفاظِ وحی میں سے عرضۂ اخیرہ (آخری دور) و نظمِ اجماعی۔ ترتیبِ و تعیینِ مصاحف۔ ان امور کی روشنی میں اپنے لیے ان وجوہ کو اختیار کر لیا تھا۔ جو ان کے نزدیک عربیت میں قوی تر تھیں اور انہوں نے آحاد و غیر مشہور اور شاذ و منسوخ وجوہ و لغات کو ترک کر دیا۔ پھر صدرِ اوّل میں اختیار کی ترجیحات و قراآت بیشمار تھیں۔ لیکن اب امت کے پاس صرف دس متواتر قراآتیں اور ان کی دو دو روایتیں موجود رہ گئی ہیں اور ان کے علاوہ باقی سب قراآتیں شاذ ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علم قراآت و علم آیات کے دو جواہر

۱۔ تاریخ علم قراآت مع تذکرہ ائمہ قراآت:

اس مختصر رسالہ میں قراءت کی حقیقت و اہمیت، تاریخ، اس کا حکم و ماخذ، حدیث سے اختلافِ قراءات کا ثبوت، سبعہ احرف کے معنی، قراآت کے فوائد، چند شبہات اور ان کے جوابات، قراء عشرہ اور ان کے بیس راویوں کے نہایت جامع و مستند حالات ان تمام امور پر نہایت عمدہ کلام کیا گیا ہے۔

قیمت ایک روپیہ۔ صفحات ۳۲

۲۔ ہدیہ طاہریہ فی الآیات القرآنیہ:

اس رسالہ میں پورے قرآن کی اختلافی اور اتفاقی آیات کا خلاصہ نہایت مختصر پیرایہ میں درج کیا گیا ہے۔ علم قراءت کے طلباء کے لئے بیش بہا تحفہ ہے

قیمت ۵۰ پیسے۔ صفحات ۳۲

ملنے کے پتے

۱۔ مدرسہ قاسم العلوم ملتان ۲۔ سید سراج الحسین آگاہی ملتان

۳۔ مکتبہ قاسمیہ نزد سول ہسپتال چوک فوارہ ملتان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "